رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

مسیح موعود کی صلحکاری اور امان کا لوا

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے
کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے
بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا
ہے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا
ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا
ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم
ہو جائیں گے



الحکم

چہ گویم باتو کر آئی بہار قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

سالانہ

خواص و معاونین عـ
ہندوستان سے باہر ـــے
غیر مذاہب والون سے ـــے
اپنی جماعت کے غیر مستطیع (دس روپیہ
سے کم آمدنی والے لوگون سے) ۱۲/ ۱۲/

نمبر ۳۴ و ۳۵ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۰ و ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ عیسوی | جلد (۸)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور میں

(گذشتہ اشاعت کے سلسلے میں)

چوتھا نمبر

فرمایا کہ شکوک کے رفع کے لئے اگر کوئی راستی اور نیک نیت سے آوے تو ہم اسے سمجھا سکتے ہیں اور اب تو زمانہ ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ایک معلم کی طرح سمجھا رہا ہے۔ یہ اس کی عادت میں داخل ہے کہ جب دنیا میں گناہ اور بے ایمانی بڑھ جاوے اور ردی اخلاق اور ردی عادات ترقی پکڑ جاویں تو ایک شخص کو اصلاح کے لئے مامور کرے۔ اسلام اسوقت دو آفتوں کے ماتحت ہے۔ ایک اندرونی دوسری بیرونی۔ اندرونی خود عالموں کا اختلاف اور مسلمانوں کا دنیا کی طرف میلان۔ اور بیرونی وہ آفت جو عیسائیت کی وجہ سے ہے۔ پس کیا ابھی تمہارے نزدیک مہدی اور مسیح کی ضرورت نہ تھی۔ پھر ایک اعتراض یہ پیش کرتے ہو۔ کہ اس امت میں ہم دجال آنے والے مانتے ہیں۔ اے بد قسمتو کیا تمہارے لئے دجال ہی رہ گئے کہ اگر ایک تم آئے ایمان کرتا وہ تمہنے میں کوئی کسر رہ جاوے۔ تو پھر دوسرا تیسرا اور چوتھا حتیٰ کہ تیس دجال آویں۔ تاکہ ایمان کا نام ونشان نہ رہے۔ اس طرح تو موسےٰ علیہ السلام کی امت ہی اچھی رہی کہ جس میں پے در پے چار سو نبی آیا پھر موسیٰ علیہ السلام کے وقت تو عورتوں سے بھی خدا نے کلام کیا۔ کیا امت محمدیہ کے مرد بھی اس قابل نہ ہوئے کہ خدا ان سے ہمکلام ہوتا۔ پھر یہ تبلاؤ۔ کہ یہ امت مرحومہ کس طرح ہوئی۔ اس کا نام تو بدنصیب ہونا چاہیئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ۱۳ سو برس گذر گئے اور جسقدر فیوض اور برکات تھے۔ وہ سب سماع کے حکم میں آگئے۔ نبی اب اگر خدا انکو تازہ کرکے نہ دکھائے تو صرف قصہ کہانی کے رنگ میں انکو کون مان سکتا ہے۔ جبکہ تازہ بتازہ طور پر خدا کی مدد نہیں۔ نصرت نہیں تو خدا کی حفاظت کیا ہوئی۔ حالانکہ اس کا وعدہ ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔

جب متعصب مولوی صاحب نے طاعون کا ذکر کیا کہ آپ کے مرید کیوں مرتے ہیں۔ اور اس کا علاج کیا ہے وغیرہ وغیرہ تو آپ نے فرمایا کہ کسوف وخسوف کا علاج بھی کچھ سوچا ہے۔ اس وقت بحث تو نشانوں کی ہے۔ نہ کہ علاج کی۔ ہاں جو کامل طور پر مجھے قبول کرتا ہے وہ ضرور محفوظ رہیگا۔ لیکن اس کا مجھے علم نہیں۔ کہ وہ کون ہے میں کسی کے سینہ کو چیر کر نہیں دیکھتا۔ صحابہ کرام کا بھی ایک گروہ طاعون سے شہید ہوا تھا۔ مگر دیکھو کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم طاعون سے ہرگز فوت نہیں ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے بھی اپنے بندوں میں امتیاز رکھا ہے جیسے کہ فرمایا ہے۔ "مِنْھُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ وَمِنْھُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْھُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ" اسکے بعد آپنے جماعت کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔

کہ

ضروری بات یہ ہے

کہ تم لوگ ان باتوں کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اور تقویٰ اور طہارت میں ترقی کرو۔ تمہارا معاملہ اور حساب خدا سے الگ ہے اور مخالف لوگوں کا حساب الگ ہے۔ جنہوں نے قسم کھائی ہے۔ کہ کیسی ہی سچی بات کیوں نہ ہو۔ مگر وہ قبول نہ کریں گے اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی نسبت یہی فرماتا ہے کہ یہ لوگ قیامت کو ہی قبول کریں گے۔ ان کی بناوٹ ہی اسی قسم کی ہے کہ عمدہ شئے یا بات جو پیش کیجاوے۔ وہ اُن کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اگر بدبودار بات ہو تو خوش ہوتے ہیں۔ قرآن شریف احادیث اور عقلی دلائل اور نشان پیش کئے مگر یہ لوگ ان کی پرواہ نہیں کرتے۔ صرف ایک بات کو نشانہ بناتے ہیں۔ پس جبکہ خدا نے نہ چاہا۔ کہ ایک مذہب ہو تو ہم کیا کرسکتے ہیں۔ مگر جن لوگوں کو خدا نے فہم سلیم عطا کیا ہے اون کو چاہیئے کہ وہ شکر کریں کیونکہ فائدہ اٹھانے والے وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جن کو خدا نے خود پاک کیا۔

ابھی ہماری جماعت کے بہت سے لوگ چھپے ہوئے ہیں۔ ظاہر اًوہ ہم سے الگ ہیں۔ لیکن دراصل ہم میں سے ہیں۔ ہمیں خود ان کا علم نہیں لیکن امید ہے کہ اپنے اپنے وقت پر وہ آجاوینگے۔ خود ایک شخص نے لاہور میں ملاقات کی اور کہا کہ میں آپ کو گالیاں دیا کرتا تھا معاف کرو اب میرے شکوک رفع ہوگئے ہیں اور ہزار دن خطوط اس قسم کے آئے ہیں کہ اوّل میں ابوجہل تھا اب توبہ کرتا ہوں۔ بعضوں نے بذریعہ خواب کے مانا اور اکثر کو خود آنحضرت نے کشف میں یا خواب میں کہا کہ تم قبول کرلو جو لوگ بغض کرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ خدا کی تیز دھار کو روک لیویں مگر وہ کسی کے روکنے سے رُک نہیں سکتی۔ اگر انسانی کاروبار ہوتا تو آجتک کب کا تباہ ہو جاتا مجھے دعویٰ کئے ہوئے ۲۴ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ کیا ایک مفتری کو اسقدر مہلت ملسکتی ہے کہ اگر کسی کو عقل فہم اور موت کا ڈر ہو۔ تو وہ براہین کے وقت کو دیکھے۔ کہ جو پیشگوئیاں اس میں ہیں۔ وہ کیسے پوری ہوکر رہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دے۔ اور وہ دل کے تالے نہ کھولے۔ تو کس طرح سمجھ میں آوے۔ کوئی بتاوے تو سہی۔ کہ جب سے دنیا ہوئی ہے کسی مفتری نے اس قسم کی پیشگوئی بھی کی ہے۔ خدا سے خوف کرنے والے کے لئے تو ایک ہی نشان کافی ہوسکتا ہے۔ لیکن ان لوگوں نے اسقدر کثیر نشانوں سے بھی فائدہ نہ اٹھایا۔

غرض مدعا یہ ہے

کہ یہ تمام باتیں ان لوگوں کے لئے ہیں۔ جو ہدایت

...بول کرتے ہیں - نہ کہ منکروں کے لئے ......

- جن کیواسطے اللہ کا قانون ہے تم خدا سے پناہ مانگو کہ اون کے لئے جو قانون ہے اوس میں تم کو داخل نہ کرے ہمیشہ نیک دل خدا کی رحمت سے فائدہ اٹھاتے ہیں یہ نہ خیال کرو کہ یہ لوگ مذہب میں پکے ہیں بڑے بز دل ہوتے ہیں قہر الہٰی کا ذرا مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن یاد رکھو کہ یہ ایسا زمانہ ہے جسکے لئے سب نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں اور جیسے مختلف نہریں ملکر ایک دریا بن کر بہ نکلتی ہیں اسی طرح ان پیشگوئیوں کا سیلاب بہ نکلے گا - اور آدم - موسیٰ - ابراہیم - وغیرہ پیغمبروں نے جو کچھ کہا وہ سب پورا ہو کر رہیگا بعض رحمت کے نشان بھی ہونگے مگر اون سے انہی کو حصہ ملے گا جو عاجز فروتن اور خائف اور تائب ہونگے اور جو منکر ہیں وہ قہری نشان سے حصہ لینگے اگرچہ یہ لوگ اسوقت انکار کو نہیں چھوڑتے اور صرف ماں باپ یا جاہل لوگوں سے سن سنا کر غلط عقاید پکڑے ہوئے ہیں لیکن خدا تعالےٰ زبردستی سب کچھ چھڑا دیگا زبردست سے لڑنا نادانی ہے - اگر یہ کاروبار انسان کی طرف سے ہوتا تو کب کا تباہ ہو جاتا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - کہ اگر یہ میرا افترا کرتا تو ہم اسکی شاہ رگ کاٹ دیتے پھر یہ کیا وجہ ہے کہ اگر میں خدا پر افترا کرتا ہوں اور اتنی مدت تیس سال کے قریب ہو چلا ہمیشہ اسکی طرف سے وحی لوگوں کو سناتا ہوں اور وہ جانتا ہی ہے کہ میں جھوٹا ہوں - لیکن میری تائید کرتا ہے اور ہلاک نہیں کرتا ہے وہ کیسا خدا ہے کہ ایک جھوٹے سے اتفاق کر بیٹھا ہے اور ہزاروں نشان اوسکی تائید میں دکھاتا ہے - نئی سواری بھی اسکے لئے نکالی - کسوف و خسوف بھی اسکے لئے ماہ رمضان میں کیا طاعون بھیجی گویا خدا نے جہان کو دھوکہ دیا اور جو کام دجال نے کرنا تھا وہ خود آپ لیا تاکہ مخلوق تباہ ہو - ذرا سوچو کیا خدا کے لئے یہ جائز ہو سکتا ہے - کہ ایک کذاب مفتری اور دجال کی وہ اسقدر مدد کرے اور مولوی لوگ جو خود کو اس کا مقرب جانتے ہیں اون کی دعا ہرگز قبول نہ ہو جو لڑائی یہ لوگ لڑتے ہیں وہ مجھ سے نہیں بلکہ خدا سے ہے میں تو کچھ شے نہیں ہوں خدا سے لڑائی والا کبھی بابرکت نہیں ہو سکتا میں تو اس بات کو بہت سے غور کرتا ہوں اور مجھے لرزا پڑتا ہے کہ افترا ہو اور خدا چپ کر کے بیٹھا رہے اگر ان کے نزدیک یہ افترا ہے تو چاہئے کہ دعا کریں کہ خدا اسے نیست کر دے یا دعا کرکے حضرت مسیح کو آسمان سے اوتاریں عیسائی محققین نے بھی آخر کار مسیح کے آسمان سے آنے سے تنگ آکر اور میعاد گذرتی دیکھکر فیصلہ کر دیا ہے کہ کلیسیا ہی مسیح کو مسیح مان لو یہی مسیح کا نزول ہے اون کو بھی آخر کار نزول کو استعارہ کے رنگ میں ہی ماننا پڑا اور احادیث پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ تمام خلفاء اسی امتہ میں سے ہونگے قرآن شریف بھی یہی کہہ رہا ہے - اور سب جگہ منکم کا لفظ موجود ہے - مگر نہ معلوم کہ ان لوگوں نے مسیح بنی اسرائیل کہاں سے بنا لیا یہ تھوڑا استناز ہے کہ نہ کوئی واعظ ہے - نہ لیکچرار - اور ہماری ترقی برابر ہو رہی ہے بھلا اگر اون کو طاقت ہے تو روک دیں اللہ تعالےٰ خود لوگوں کو ادہر توجہ دلا رہا ہے مصر سے بھی بیعت کی درخواست آئی - یورپ میں تحریک ہے امریکہ میں تحریک ہے -

میں پھر جماعت کو

تاکید کرتا ہوں کہ تم لوگ ان کی مخالفتوں سے غرض نہ رکھو تقویٰ طہارت میں ترقی کرو - تو اللہ تعالےٰ تمہارے ساتھ ہوگا - اور ان لوگوں سے وہ خود سمجھ لیوے گا - وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ -

اور خوب یاد رکھو

کہ اگر تقوےٰ اختیار نہ کروگے اور اس نیکی سے جسے خدا چاہتا ہے کثیر حصہ نہ لوگے تو اللہ تعالےٰ سب سے اوّل تم ہی کو ہلاک کرے گا کیونکہ تم نے ایک سچائی کو مانا ہے - اور پھر عملی طور سے اس کے منکر ہوتے ہو - اس بات پر ہرگز بھروسہ نہ کرو - اور مغرور مت ہو - کہ بیعت کر لی جب تک پورا تقویٰ نہ اختیار کروگے - ہرگز نہ بچوگے - خدا کا کسی سے رشتہ نہیں - نہ اس کو کسی کی رعایت منظور ہے جو ہمارے مخالف ہیں - وہ بھی اسی کی پیدائش ہیں - اور تم بھی اسی کے مخلوق ہو - صرف اعتقادی بات ہرگز کام نہ آوے گی - جب تک تمہارا قول اور فعل ایک نہ ہو - ان لوگوں کی حالتوں پر غور کرو - کہ جب توفی کا لفظ مسیح کے لئے آوے تو اس کے معنے آسمان پر جانے کے کرتے ہیں - اور جب وہ لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال ہو - تو اس کے معنے وفات پانے کے کرتے ہیں - پس خدا چاہتا ہے - کہ عملی راستی دکھاؤ تاکہ وہ تمہارے ساتھ ہو ... رحم - اخلاق احسان - اعمال حسنہ - ہمدردی اور راستبازی اگر کمی رکھوگے تو کچھ معلوم ہے - میں بار بار تنبیہ کر چکا ہوں - کہ سب سے اول ایسی ہی جماعت ہلاک ہوگی موسیٰ علیہ السلام کے وقت جب اسکی امت نے خدا کے حکموں کی قدر نہ کی تو باوجودیکہ موسیٰ اون میں موجود تھا - اگر پھر بھی جلدی ہلاک کئے گئے - پس اگر تم بھی ویسے کروگے تو میری موجودگی کچھ کام نہ آوے گی -

اب ہم ان لوگوں کو کہاں تک سمجھائیں - بہت سی کتابیں چھپ چکی ہیں اور ان کے لئے کافی اتمام حجت ہو چکا ہے - حضرت یوسف پر توفی کا لفظ استعمال کریں تو اوس کے معنے موت کے ہوں - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ لفظ آوے تو اوسکے معنے موت کے ہوں - ساحرین موسیٰ کے لئے وہی لفظ آوے تو معنے موت کے ہوں لیکن جب مسیح پر بولا جاوے تو اوس کے معنے آسمان پر جانا کرتے ہیں یہ لوگ خدا کو کیا جواب دیوینگے کیا یہی اون کی محبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور یہ کیسی دلیری اور شوخی ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک جس کی دنیا کو ضرورت تھی - وہ تو تیرہ سو برس گذر رہے - کہ خاک میں دفن ہیں - اور آپ ۶۳ - برس کی عمر میں فوت ہو جاویں - اور مسیح آج تک آسمان پر کوئی بتلاوے - کہ وہاں کیا کر رہا ہے - اس کا وعدہ تھا - کہ میں بنی اسرائیل کی طرف آیا ہوں اور کتنی قومیں بنی اسرائیل کی باقی تھیں کہ آسمان پر جا بیٹھا اور وعدہ بھی پورا نہ کیا اور پھر عقل نقل اور کتاب اللہ کے برخلاف ہے یہ سب دلائل ہیں جو کہ ایک مومن کے لئے کافی ہیں اور بجز اسکے کہ عیسیٰ کو فوت شدہ مانا جاوے اور کوئی ذریعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کو محفوظ رکھنے کا نہیں ہے - میں تو اس شخص سے بہت خوش ہوں کہ جسنے کتاب **حیات النبی** لکھی ہے - اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور پیغمبر کو زندہ کہے وہ کافر ہے کیونکہ آخر محبت کی کچھ بھی تو علامت چاہئے - بعض نئے نئے لوگوں نے جو عیسائیوں میں سے اسلام میں داخل ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات کہی ہوگی کہ عیسیٰ اب تک زندہ ہے - تب ہی تو انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ہرگز یہ باور نہ کیا کہ آپ فوت ہو گئے بلکہ ایسا کہنے والے کو قتل کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے آخر جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آکر اس مسئلہ کو حل کیا کہ سب نبی فوت ہو گئے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو گئے تب انکو یقین آیا -

اب عیسائیت کا اثر غالب آگیا ہے - اور جو محبت مسلمانوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چاہئے تھی - وہ نہیں رہی - ہزاروں رسالے اور اخبار نکالتے ہیں - لیکن کسی نے آجتک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات کا رسالہ نہ نکالا پس اب خدا چاہتا ہے کہ آپ کی عزت کو دنیا میں قایم کرے کئی کروڑ کتب اسلام کی رد میں لکھی گئیں - کیا اب بھی خدا کو لازم نہ تھا کہ کوئی ذریعہ قایم کرکے آپ کی عزت کو ظاہر کرے ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک نبی مانتے ہیں اور سب سے اشرف جانتے ہیں - اور ہرگز گوارا نہیں کرسکتے - کہ کوئی عمدہ بات کسی اور کی طرف منسوب کی جاوے جب کفار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی معجزہ طلب کیا کہ آسمان پر چڑھ کر دکھاویں - تو آپ نے فرمایا - سبحان ربی اور انکار کر دیا دوسری طرف حضرت مسیح کو خدا آسمان پر بیجاوے یہ کیسے ہو سکتا ہے - ہم قرآن سے کیا بلکہ کل کتابوں سے دکھا سکتے ہیں کہ جسقدر اخلاق اور خوبیاں کل انبیاء میں تھیں - وہ سب کی سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں جمع تھیں - **کان فضل اللہ علیک عظیما** اسی کی طرف اشارہ ہے - پس اگر آسمان پر جانا کوئی فضیلت ہو سکتی تھی - تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس سے کب باہر رہ سکتے تھے - آخر یہ لوگ پچھتا دینگے - کہ ان باتوں کو پہلے کیوں نہ مانا - یہ لوگ ایک وار تو آنحضرت کی ذات پر کرتے ہیں - کہ ایک معجزہ آسمان پر جانے کا لوگوں نے مانگا مگر خدا نے آپکی پرواہ نہ کی - اور عیسیٰ کو یہ عزت دی کہ اوسے آسمان پر اٹھا لیا - اور دوسرا حملہ خود خدا پر کرتے ہیں - کہ اس نے اپنی قوت خلق سے مسیح کو بھی کچھ دیدی خبر سے تشابہ الخلق ہو گیا - جواب دیتے ہیں کہ خدا نے خود مسیح کو یہ قدرت دی تھی - اے نادانوں - اگر خدائی نے تقسیم ہونا تھا - تو کیا اسکے حصہ گیر عیسیٰ ہی رہ گئے تھے - آنحضرت صلعم کو کیوں نہ حصہ ملا -

اسقدر تقریر ہو چکی تھی - کہ بعض جانثاروں نے بہت وقت گذر جانے کی درخواست کی - تاکہ آپکی طبیعت کو زیادہ صدمہ نہ ہو اور سلسلہ تقریر ختم ہو جاوے چنانچہ حضور نے دعا پر اسے ختم کیا - اور تشریف لے گئے ہم بھی اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں - کہ وہ ان تمام وصایا پر عمل درآمد کی توفیق عطا کرے - اور جو یقین اور محبت اور غیرت دینی حضرت مسیح علیہ السلام کو عطا کی ہے - اس میں سے ایک وافر حصہ ہمیں عطا کرے - آمین -
(اڈیٹر)

مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد

مدرسہ تعلیم الاسلام کی امداد کے لئے کسی دوسرے مقام پر سپرنٹنڈنٹ صاحب مدرسہ کی ایک مختصر سی تحریر ہم نے چھاپی ہے جو ہمارے ناظرین کی ازبس توجہ کی محتاج ہے - مدرسہ تعلیم الاسلام بظاہر احمدی قوم کی قومی انسٹیٹیوشن ہے لیکن یاد رکھو کہ اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ خدا تعالےٰ کا قایم کردہ سلسلہ ہے؟ اور ضرور ہے تو یہ درسگاہ ایک عالمگیر درسگاہ ہوگی جو کل روئے زمین کے لئے وہ فلاسفر اور صوفی اور عالم پیدا کرے گی جو حقیقی اسلام پیدا کیا کرتا ہے - اسلئے آج اسکی حفاظت اسکی دستگیری جو ایک مٹھی جو سے ہو سکتی ہے اور جو ثواب اور اجر اس میں ہے قریب ہے کہ ایک زمانہ آجاوے جو ہزاروں لاکھوں روپیہ کے دینے میں اسقدر ثواب نہ رہے -

ہم سچ کہتے ہیں کہ اس مدرسہ کی امداد عظیم الشان دینی خدمت ہے اسکی اہمیت اسی سے ثابت ہے کہ خدا کا مرسل و مامور ان پنجگانہ شاخوں میں سے (جو خدا تعالےٰ نے اسکے سلسلہ کی اشاعت کے لئے مقرر کی ہیں) ایک شاخ کے ضروری چندہ میں سے وضع کرکے چندہ دیدینے کی بھی اجازت دیتا ہے - پس کسقدر ضرور ہے کہ ماہوار مستقل چندہ سے مدرسہ کی مالی حالت کی اصلاح کی جاوے -

علوم القرآن

نمبر ۱

اس امر سے زیادہ کیا چیز حیرت انگیز ہو سکتی ہے کہ مذہب اسلام کی روح و رواں جو کچھ ہو قرآن ہے، تاہم آجکل مسلمانوں کو جسقدر قرآن کے ساتھ بے اعتنائی ہے کسی چیز سے نہیں، عربی کے موجودہ درس میں ہر علم و فن کی کتابیں کثرت سے داخل ہیں، لیکن فن تفسیر کی صرف دو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، جلالین، اور بیضاوی، جن میں سے پہلی اسقدر مختصر ہے کہ اُس کے الفاظ و حروف .... قرآن مجید کے الفاظ و حروف کے برابر برابر ہیں، اور دوسری گو چنداں مختصر نہیں لیکن اُس کے صرف ڈھائی پارے درس میں داخل ہیں، جو کتاب کا پانچواں حصہ بھی نہیں۔

منطق و فلسفہ کی مدت تحصیل پانچ برس ہے، اور اور علوم پر بھی ایک معتدبہ زمانہ صرف ہوتا ہے لیکن قرآن مجید اور تفسیر کی تحصیل کے لئے پورا سال بھر گوارا نہیں کیا جاتا، عربی علوم و فنون کی کتابیں کثرت سے چھپ چھپ کر شائع ہو رہی ہیں اور خصوصاً فن حدیث کا سرمایہ تو اسقدر وجود میں آگیا ہے کہ اگلوں کے وہم و خیال میں بھی نہ تھا۔ لیکن قرآن مجید کے متعلق دو ایک معمولی درسی تفسیروں کے سوا، آجتک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ یہ تو ظاہری بے پروائی کی کیفیت ہے، معنوی حیثیت سے دیکھو تو اس سے بھی زیادہ افسوسناک حالت ہے، تمام مسلمانو کے نزدیک قرآن مجید کا معجزہ ہونا اسکی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے ہے، لیکن کیا ہمارے علما اس دعوے کو ثابت کر سکتے ہیں؟ اگر ان سے پوچھا جائے کہ قرآن مجید کی انشا پردازی کی کیا خصوصیات ہیں؟ قرآن مجید نے بلاغت کے کیا کیا نئے اسلوب پیدا کئے شعرائے جاہلیت نے مدح و ذم، فخر و ثنا۔ شادی و غم۔ عزم و استقلال، نیکی و رحمدلی، جوش و اثر کے مضامین کو جس پایہ تک پہونچایا تھا قرآن مجید نے انہی مضامین کو کس رتبہ تک پہونچا دیا؟ تو کیا ہزاروں علما میں سے ایک بھی ان سوالوں کا معقول جواب دے سکیگا؟ ادب و بلاغت پر موقوف نہیں، فقہ۔ اصول علم کلام سب کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ لیکن ہمارے علما خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ علوم مذکورہ کے مسائل اونہوں نے قرآن مجید سے سیکھا ہے یا ہدایہ و تلویح و عقائد نسفی سے۔؟

یہہ شکایت نئی نہیں، تقریباً چھ سو برس سے یہی حالت ہے، اس سے صرف یہی نہیں ہوا کہ قرآن مجید کے متعلق نئی تالیفات کا سلسلہ بند ہو گیا، بلکہ افسوس اور سخت افسوس یہ ہے کہ جو قدما کی نادر اور بیش بہا تصنیفات ناپید ہو گئیں، خاص قرآن مجید کے اعجاز پر قدماء نے بہت سی کتابیں لکھیں تھیں جنہیں سے آٹھ یا نو کتابوں کا تذکرہ جلال الدین سیوطی نے اتقان میں کیا ہے، لیکن لوگوں کی بد مذاقی سے، انہیں سے صرف باقلانی کی ایک کتاب رہگئی ہے، جو اس باب میں معمولی درجے کی تصنیف ہے، اگرچہ ابوبکر عربی اسی کو احسن الکتب کا خطاب دیتے ہیں۔

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شروع اسلام سے آجتک قرآن مجید کے متعلق جو کچھ علمی سرمایہ مہیا کیا گیا، اُس پر ایک مختصر ریویو کیا جائے جس سے ایک طرف تو ثابت ہوگا کہ ہمارے اسلاف نے اور علوم کی طرح اس فن کو کس قدر وسیع کیا تھا اور کیا کیا نکتہ آفرینیاں کی تھیں، دوسری طرف یہ ظاہر ہوگا کہ قدما نے گو اپنے زمانہ کے موافق تحقیقات و تدقیقات کا حق ادا کر دیا تھا، تاہم آج اور بہت سے نئے پہلوؤں سے ان مسائل پر بحث کی ضرورت ہے۔

قرآن مجید جسوقت نازل ہو رہا تھا اسوقت جو لوگ موجود تھے، وہ اگرچہ اس کے مطالب و معانی کے سمجھنے میں کسی معلم یا اُستاد کے محتاج نہ تھے تاہم بعض بعض مقامات میں جہاں زیادہ اجمال ہوتا تھا یا کوئی قصہ طلب بات ہوتی تھی، لوگ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیا کرتے تھے، آنحضرتؐ کے بعد فتوحات کی ترقی اور تمدن کی وسعت کی وجہ سے احکام میں نئی نئی صورتیں پیش آنے لگیں اور اس ضرورت سے قرآن مجید کی آیات احکامیہ پر غور و فکر کرنے کی ضرورت پڑی، صحابہ میں سے جو لوگ علم و فضل میں زیادہ ممتاز تھے انہوں نے اسطرف زیادہ توجہ کی، ان بزرگوں میں سے حضرت علی سب کے پیشرو تھے، ان کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابو موسیٰ اشعری کا درجہ ہے، حضرت عبداللہ بن عباس کے حلقہ درس نے نہایت وسعت حاصل کی، اور سیکڑوں ہزاروں شاگرد ہوئے، انہیں سے مجاہد۔ عطار بن رباح۔ عکرمہ۔ سعید بن جبیر سب سے ممتاز تھے، ان بزرگوں کے سوا جن لوگوں نے فن تفسیر پر توجہ کی وہ حسن بصری۔ عطار بن سلمۃ خراسانی۔ محمد بن کعب القرظی۔ ابو العالیہ۔ ضحاک بن مزاحم قتادہ زید بن اسلم ابو مالک وغیرہ ہیں غالباً سب سے پہلے اس فن کی ابتدا کی وہ سعید بن جبیر تھے، عبدالملک بن مروان نے ان سے تفسیر لکھنے کی درخواست کی، چنانچہ انہوں نے اسکی فرمائش کے موافق تفسیر لکھکر دربار خلافت میں بھیجی اور اس کا نتیجہ دفتر شاہی میں داخل کیا گیا، عطار بن دینار کے نام سے جو تفسیر مشہور ہے وہ درحقیقت یہی تفسیر[1] ہے۔

اس طبقہ کے بعد ایمہ مجتہدین اور اون کے معرو[ف] مثلاً سفیان بن عیینہ، شعبہ، یزید بن ہارون عبدالرزاق ابو بکر بن ابی شیبہ وغیرہ نے تفسیریں لکھیں، اسکے بعد عام رواج ہو گیا اور سیکڑوں ہزاروں تفسیریں تصنیف ہوگئیں اور ہوتی رہیں تفسیر کے علاوہ قرآن مجید کے خاص خاص مباحث پر جداگانہ اور مستقل تصنیفات کا سلسلہ شروع ہوا اور یہہ سلسلہ تفسیر سے بھی زیادہ مفید تھا، کسی نے صرف مسائل فقہیہ پر بحث کی، کسی نے اسباب نزول پر کتاب لکھی، کسی نے صرف اون الفاظ کو جمع کیا جو غیر زبان کے الفاظ ہیں۔ کسی نے امثال قرآنی کو یکجا کیا، کسی نے آیات مکررہ کے نکات بیان کئے، اس قسم کے مضامین کی تعداد ۸۰ کے قریب پہونچی اور قریباً ہر ایک پر الگ الگ مستقل تصنیفیں لکھی گئیں[2]، ان مضامین میں سے بعض بعض پر تمام بڑے بڑے ایمہ فن نے طبع آزمائیاں کیں اور ہزاروں کتابیں طیار ہو گئیں۔

یہہ تصنیفات اگرچہ بیشمار ہیں لیکن ان سب کو چھ قسموں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) فقہی۔ جسمیں صرف اُن آیتوں کو یکجا کیا ہے جن سے کوئی فقہی مسئلہ مستنبط ہوتا ہے مثلاً احکام القرآن اسمعیل بن اسحاق۔ احکام القرآن ابو بکر رازی، احکام القرآن قاضی یحیی بن اکثم۔

(۲) ادبی۔ ان تصنیفات میں قرآن مجید کا فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے معجز اور بے نظیر ہونا ثابت کیا ہے، اسی سلسلہ میں وہ تصنیفات بھی داخل ہیں جو قرآن مجید کی حقیقۃ و مجاز، تشبیہات و استعارات، تکرارات، وجوہ ترتیب، صنائع و بدائع، وغیرہ وغیرہ پر لکھی گئی ہیں۔

(۳) تاریخی۔ قرآن مجید میں انبیا سابقین اور اور بزرگوں کے جو قصے مذکور ہیں انکی تفصیل اور مزید حالات۔

(۴) نحوی جسمیں قرآن مجید کے نحوی مسائل سے بحث کی ہے۔ مثلاً اعراب القرآن رازی وغیرہ۔

(۵) لغوی۔ یعنی قرآن مجید کے الفاظ مفردہ کے معانی اور انکی تحقیق۔ مثلاً لغات القرآن ابو عبیدہ وغیرہ۔

(۶) کلامی۔ جن آیتوں سے عقائد کے مسائل مستنبط ہوتے ہیں اُن پر بحث ان مضامین سے فقہی مباحث پر جو کچھ لکھا گیا اسپر اضافہ کی بہت کم گنجائش ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ اس بحث پر بڑے بڑے ایمہ فن نے طبع آزمائیاں کیں اور چونکہ شروع ہی سے ان مسائل کے متعلق الگ الگ فرقے بن گئے تھے، کسی فریق نے تدقیق کا دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ امام شافعی قاضی یحیی بن اکثم (استاد ترمذی) ابوبکر رازی جس پایہ کے لوگ تھے سب کو معلوم ہے، ابوبکر رازی کی تصنیف آج بھی موجود ہے اور ہماری نظر سے گذر چکی ہے، اسی طرح لغات قرآن اور مسائل نحویہ پر جو کچھ لکھا گیا اس سے بڑھ کر نہیں لکھا جا سکتا۔

فصاحت و بلاغت کے متعلق نہایت کثرت سے کتابیں لکھی گئیں، جو اعجاز القرآن کے نام سے مشہور ہیں، ان میں فصاحت و بلاغت کے تمام اقسام سے بحث کی ہے، سب سے پہلے غالباً جاحظ المتوفی ۲۵۵ھ نے اس موضوع پر لکھا، پھر محمد بن یزید واسطی۔ عبدالقاہر جرجانی۔ رمانی خطابی۔ زملکانی، امام رازی۔ ابن سراقہ قاضی ابوبکر باقلانی نے بسیط اور مفصل کتابیں لکھیں، یہ کتابیں آج بالکل ناپید ہیں۔

میں نے قسطنطنیہ اور مصر کے تمام کتب خانے دیکھے لیکن ایک کتاب کا بھی پتہ نہ لگا۔ البتہ قاضی باقلانی کی تصنیف موجود ہے، جسکا نسخہ میں نے خدیو کے کتب خانہ سے لکھوا کر منگوایا تھا اور اب وہ چھپ بھی گئی ہے اس کتاب کی نسبت ابن العربی کا قول ہے کہ اس بحث پر کوئی کتاب اسدرجہ کی تصنیف نہیں ہوئی، ابن العربی کی رائے پر اگر اعتماد کیا جائے تو اسلاف کی علمی حالت پر سخت افسوس ہوگا کیونکہ باقلانی کی کتاب گو انشا پردازی کے لحاظ سے بلند رتبہ ہے لیکن اصل مضمون کی حیثیت سے محض ایک ملایانہ تصنیف ہے۔

عبدالقاہر جرجانی جو فن بلاغت کا موجد ہے اسکی اعجاز القرآن ہم نے نہیں دیکھی لیکن اُس کی دو کتابیں دلائل الاعجاز اور اسرار البلاغۃ جو خاص فن بلاغت میں ہیں ہمارے پیش نظر ہیں، ان کتابوں میں اُس نے جو نکتہ آفرینیاں کی ہیں، وہ حیرت انگیز ہیں اور اس لئے قیاس ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید پر اُس نے جو کچھ لکھا ہوگا بیش بہا ہوگا، اسی طرح جاحظ کی تصنیف بھی بے نظیر ہوگی، لیکن چونکہ پانچ چھ سو برس سے قوم کا علمی مذاق بالکل پست ہو گیا ہے اس لئے لوگ ابن العربی، باقلانی ہی کی تصنیف کو بہترین تصانیف قرار دیتے ہیں۔

اعجاز القرآن کے سلسلہ کے علاوہ اور بہت سی تصنیفات ہیں جن میں انشا پردازی کی خاص خاص قسموں سے بحث کی ہے مثلاً ابن ابی الاصبع نے قرآن مجید کی صنائع و بدائع پر مستقل کتاب لکھی، عز الدین بن عبدالسلام نے قرآن کے مجازات کو یکجا کیا، ابوالحسن ماوردی نے قرآن کی ضرب المثلیں جمع کیں اور اون کی خوبیاں دکھائیں، علامہ سیوطی نے سورتوں کے طریق ابتدا و انتہا پر رسالہ لکھا جسکا نام الخواطر السوانح فی اسرار الفواتح ہے، ابن القیم نے کتاب التبیان اس بحث پر لکھی کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں کثرت

---

[1] حاشیہ ۱ یہ تفصیل میزان الاعتدال ذہبی تذکرہ عطار بن دینار سے ماخوذ ہے۔

[2] دیکھو اتقان فی علوم القرآن کا دیباچہ۔

سے قسمیں کیوں کھائی ہیں۔

قصص اور حقائق اشیاء کے متعلق تصنیفات کا جو سرمایہ ہے وہ درحقیقت شرم کا باعث ہے اور افسوس اور سخت افسوس یہ ہے کہ تفسیر کے اجزاء میں سے جو حصہ سب سے زیادہ عوام میں مقبول اور متداول ہے، اور سلسلہ بہ سلسلہ تمام اسلامی لٹریچر میں سرایت کر گیا ہے، وہ یہی حصہ ہے، انبیاء اور ملل سابقین کو افسانے جو یہودیوں میں پھیلے ہوئے تھے، وہ نہایت مبالغہ آمیز اور دور از کار تھے، قرآن مجید میں نہایت اجمال کے ساتھ صرف اُن واقعات کو بیان کیا گیا جو فی نفسہ صحیح تھے، اور جن سے طبائع پر کوئی اخلاقی عمدہ اثر پڑتا تھا، ہمارے مفسروں نے قرآن مجید کو ایک متن قرار دیا اور اس کی شرح میں وہ تمام بیہودہ افسانے شامل کر دیئے جنکے سامنے بوستان خیال کی بھی کچھ حقیقت نہیں، حقائق اشیاء کے متعلق جو کچھ قرآن مجید میں مذکور تھا، اوس کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا، چاہ بابل، کوہ قاف سکندر ذوالقرنین یاجوج ماجوج وغیرہ وغیرہ کی نسبت جو روائتیں مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہیں، وہ انہیں تفسیروں کی بدولت ہیں علامہ ابن خلدون نے اس کے متعلق مقدمۂ تاریخ میں نہایت محققانہ مضمون لکھا ہے ہم اس کی عبارت اس موقع پر بقدر ضرورت نقل کرتے ہیں۔

وقد جمع المتقدمون فی ذالک...... الا ان کتبہم و منقولاتہم تشتمل علی الغث والسمین والمقبول والمردود والسبب فی ذالک ان العرب لم یکونوا اہل کتاب ولا علم وانما غلبت علیہم البداوۃ و الامیۃ واذا تشوقوا الی معرفۃ شیٔ مما تتشوق الیہ النفوس البشریۃ فی اسباب المکونات وبدء الخلیقۃ و اسرار الوجود فانما یسألون عنہ اہل الکتاب قبلہم ویستفیدونہ منہم وہم اہل التوراۃ من الیہود ومن تبع دینہم من النصاریٰ واہل التوراۃ الذین بین العرب یومئذ بادیۃ ولا یعرفون من ذالک الا ما تعرفہ العامۃ من اہل الکتاب فلما اسلموا بقوا علی ما کان عندہم مما لا تعلق لہ بالاحکام التی یحتاطون لہا مثل اخبار بدء الخلیقۃ وما یرجع الی الحدثان والملاحم وامثال ذلک وہؤلاء مثل کعب الاحبار و وہب بن منبہ و عبد اللہ بن سلام وامثالہم فامتلأت التفاسیر من المنقولات عندہم و تساہل المفسرون فی مثل ذلک وملؤا کتب التفسیر من ہذہ المنقولات، واصلہا کما قلنا عن اہل التوراۃ الذین یسکنون البادیۃ ولا تحقیق عندہم بمعرفۃ ما ینقلونہ من ذالک الا انہم بعد صیتہم وعظمت اقدارہم لما کانوا علیہ من المقامات فی الدین والملۃ فتلقیت بالقبول من یومئذ

ترجمہ:- اور اس باب میں متقدمین نے بڑا ذخیرہ جمع کیا لیکن ان کی تصنیفات اور روایتوں میں نیک و بد، مقبول و مردود، سب کچھ شامل ہے، اسکی وجہ یہ ہے، کہ اہل عرب نہ لکھے پڑھے تھے، اور اُن کے اوپر بالکل بدویت و جہالت غالب تھی اور جب اون کو اشیاء کی دریافت کا شوق ہوتا تھا جو طبائع بشری کا اقتضاء ہے مثلاً آفرینش عالم کے اسباب، دنیا کی ابتداء، وجود کے اسرار، تو ان باتوں کو وہ لوگ یہودیوں سے دریافت کرتے تھے یا اون عیسائیوں سے جو یہودیوں کے مقلد تھے اور اس زمانہ کے یہود ایسے ہی جاہل تھے جیسے بادیہ نشین عرب، ان کو صرف وہی معلومات تھی، جو عوام اہل کتاب کو ہوتی ہیں پھر جب یہ لوگ اسلام لائے تو اُن اُمور کے متعلق جو احکام شرعی سے تعلق نہیں رکھتے تھے مثلاً دنیا کا آغاز، واقعات قدیمہ، اور قصص انبیاء، اون کے خیالات وہی رہے جو پہلے سے تھے، ان اسلام لانے والوں میں کعب احبار، وہب بن منبہ عبد اللہ بن سلام وغیرہ تھے، اس لئے تمام تفسیریں ان کی روایتوں سے بھر گئیں، اور اس قسم کے امور میں مفسرین سہل انکاری کرتے ہیں، اس لئے ان لوگوں نے تفسیر کی کتابوں کو انہی روایتوں سے بھر دیا اور جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ان روایتوں کا ماخذ وہی توراۃ والے تھے جو صحرا نشین تھے اور ان کو ان روایتوں کے متعلق کچھ تحقیق حاصل نہ تھی لیکن چونکہ مذہباً ان لوگوں کا پایہ بلند تھا اور قوم میں ان کو شہرت اور عظمت حاصل تھی اسلئے وہ روائتیں قبول عام پاگئیں علامہ ابن خلدون نے جو کچھ لکھا محدثانہ تحقیق بھی تمامتر اسی کی تائید کرتی ہے، انبیاء سابقین اور زمین و آسمان وغیرہ کی آفرینش کے متعلق جو کچھ تفسیروں میں مذکور ہے، وہ عموماً قدمائے مفسرین سے ماخوذ ہے، یعنی مجاہد، سدی، ضحاک مقاتل بن سلیمان کلبی۔ ان میں سے تین مقدم الذکر نے صحابہ کا زمانہ پایا تھا، اور ان سے روائتیں حاصل کی تھیں، مقاتل نے ۱۵۰ھ ہجری میں وفات پائی کلبی بھی اسی دور کے مفسر ہیں، نقلی مضامین کے متعلق آج جسقدر تفسیریں ہیں سب انہی بزرگوں سے ماخوذ ہیں، امام شافعی کا قول ہے کہ فن تفسیر میں تمام لوگ مقاتل کے وظیفہ خوار ہیں، سدی کی نسبت جلال الدین سیوطی نے کتاب الارشاد سے نقل کیا ہے کہ امثل التفاسیر تفسیر السدی

یعنی تمام تفسیروں میں سدی کی تفسیر سب سے اچھی ہے، امام طبری کی تفسیر کے متعلق تمام علما کا اتفاق ہے کہ صحت و تنقید میں لاجواب ہے، لیکن یہ تفسیر بھی زیادہ تر سدی اور ضحاک سے ماخوذ ہے۔ چنانچہ جلال الدین سیوطی نے اتقان باب ہشتاد و نہم میں تصریح کی ہے۔

ان بزرگوں کا یہ حال ہے کہ مجاہد کی تفسیر کی نسبت جب لوگوں نے امام اعمش سے دریافت کیا کہ اس میں غلطیاں کیوں پائی جاتی ہیں، تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ اہل کتاب سے ماخوذ ہے، ضحاک کی نسبت محدثین نے تصریح کی ہے کہ ابن عباس اور ابو ہریرہ وغیرہ سے انہوں نے جو روائتیں کی ہیں سب مخدوش ہیں یعنی انکی صحت میں کلام ہے، اسکے ساتھ یحییٰ بن سعید قطان نے جو اسماء الرجال کے امام ہیں تصریح کی ہے کہ ضحاک میرے نزدیک ضعیف الروایت ہیں، سدی کا یہ حال ہے کہ امام شعبی سے کسی نے کہا کہ سدی کو قرآن کے علم کا حصہ ملا ہے، مقاتل کی نسبت وکیع کا قول ہے کہ کذاب تھا، محدث نسائی فرماتے ہیں کہ مقاتل جھوٹ بولا کرتا تھا، عبد اللہ بن المبارک فرماتے ہیں کہ مقاتل کی تفسیر بہت اچھی تھی کاش وہ ثقہ بھی ہوتا، جوزجانی نے لکھا ہے کہ مقاتل نہایت دلیر دجال تھا، محدث ابن حبان نے لکھا ہے کہ مقاتل قرآن مجید کے متعلق یہود و نصاریٰ سے وہ باتیں سیکھا کرتا تھا جو ان کے روائتوں کے مطابق ہوتی تھیں، کلبی کی نسبت تو عام اتفاق ہے، کہ انکی تفسیر دیکھنے کے قابل نہیں، امام احمد بن حنبل، دارقطنی، امام بخاری، جوزجانی، ابن معین سب نے تصریح کی ہے کہ وہ ناقابل اعتبار تھا، ابن حبان کا قول ہے کہ کلبی کا کذب و دروغ اسقدر ظاہر ہے کہ اس میں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں[1] ایک ضمنی تذکرہ میں ان بزرگوں کے اسقدر پردہ دری شاید موزوں نہ تھی، لیکن ان لوگوں نے اسلام کو جسقدر نقصان پہونچایا ہے اسکا کم سے کم یہی صلہ تھا، انہی حضرات کی روائتیں ہیں جن سے تفسیر کبیر، کشاف، بیضاوی اور اور سیکڑوں ہزاروں کتابیں مالامال ہیں، مسلمانوں میں آج جو عجائب پرستی، زود اعتقادی، اور غلط خیالی ایک خاصہ بن گئی ہے انہی کی روایات اور منقولات کی بدولت ہے۔

(الندوۃ)

حاشیہ:- [1] مقدمہ ابن خلدون باب علوم القرآن۔ [2] میزان الاعتدال ذہبی۔

[1] ان لوگوں کے یہ اقوال میزان الاعتدال ذہبی سے ماخوذ ہیں۔

تفسیر القرآن دوسرا پارہ

تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کی تکمیل اور اشاعت کے متعلق مجھے کئی مرتبہ اعلان کرنا پڑا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں نے جب جب اسکے متعلق اشتہار دیا ہے مجھے اس کی تکمیل کا پورا خیال ہی رہا لیکن قدرتی طور پر ایسے اسباب پیش آگئے ہیں کہ میں اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ اور مجھے اپنے معزز ناظرین سے شرمندہ ہونا پڑا۔ تاہم یہ امر میرے لئے ہمیشہ فکر کا موجب ہی رہا اور میری دلی آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں اس خدمت قرآن کریم کے باعث فخر و نجات کام کو سر انجام دوں۔ جہانتک میری طاقت اور حق سعی ہے اسکے لحاظ سے میں آجکل تفسیر القرآن کے دوسرے پارہ کی تکمیل کے کام میں مصروف ہوں میرا اپنا اندازہ یہ ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے زیادہ سے زیادہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۰۴ء تک اس کام سے بالکل فارغ ہوجاؤں گا۔ کاتب لکھ رہا ہے اور پریس چھاپ رہا ہے۔ ساری توفیقیں چونکہ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں اسلئے اس کی تائید و توفیق کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ پس وہ لوگ جو تفسیر القرآن کے از حد مشتاق اور منتظر ہیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرماوے۔ مجھے اس امر کے اظہار کی کچھ ضرورت نہیں ہے کہ یہ پارہ اپنی جدید طرز بیان اور طریق ترتیب میں کیسا ہوگا کیونکہ ایک بڑا حصہ اسکا ناظرین کے پاس پہونچ چکا ہے۔ اس پارہ کی تکمیل کے بعد انشاء اللہ ساتھ ہی ساتھ اس سلسلہ کا تیسرا نمبر چھپنا شروع ہوجاویگا کیونکہ اسکا مسودہ طیار ہے اور حضرت حکیم الامۃ اسے عرصہ ہوا دیکھ چکے ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں میں نے اتنی ترمیم کردینی مناسب سمجھی ہے کہ اسکی تقطیع ۱۷×۲۷ کے نصف کی بجائے ۲۲×۲۹ کے ۱/۸ کے برابر کردونگا اور بجائے دو جز کے اڑھائی جز و کردیا جاوے گا انشاء اللہ العزیز۔

مرتب تفسیر القرآن

ایک نظر ادھر بھی

قرض

کسی سے قرض لینا گویا اس سے محبت قطع کرنا ہے قرضدار قرض خواہ کی نظروں میں ذلیل و حقیر معلوم ہوتا ہے اور کبھی کبھی قرضدار کو قرض خواہ کی زبان سے تحقیر کرنیوالے کلمات سننے پڑتے ہیں مگر اس کا جواب دینے سے صرف اس وجہ سے معذور ہو جاتا ہے کہ قرضدار ہے اور خاموشی کو اپنی پشت پناہ سمجھتا ہے بازاروں میں قرضدار آزادی کے ساتھ نہیں جا سکتا نہ کہیں میلوں ٹھیلوں میں اطمینان کے ساتھ سیر کر سکتا ہے کیونکہ ہر وقت اسے یہی کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کہیں میرا قرضخواہ نہ مل جائے اور چار دوستوں کے سامنے ذلیل نہ کردے قرض دار کی حالت نہایت قابل رحم ہوتی ہے جن دوستوں کے یہاں روزمرہ آمد و رفت رہتی ہے دلچسپ جلسے ہوا کرتے ہیں قرض داران صحبتوں سے لطف نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ اوسے خیال ہوتا ہے کہ کہیں میرا قرض خواہ اس رنگین طبیعت دوست کا دوست نہ ہو اور اگر اوس نے میری قرضداری کا معاملہ اس سے کہدیا ہوگا تو بھرے جلسہ میں ذلت اٹھانا ہوگی منہ پر عرق آجائیگا ساری شیخی کرکری ہو جائیگی پھر ان لوگوں کو کبھی منہ دکھانے کے قابل نہ رہونگا۔ اسی لئے قرضدار اکثر گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے ملنے جلنے سے تنفر ظاہر کرتا ہے اور اپنے مکان پر بھی کسی دوست سے ملاقات کرنا اس کو اچھا معلوم نہیں ہوتا اپنے نوکروں سے وہ کہدیتا ہے کہ دیکھو اگر کوئی شخص ہماری ملاقات کو آئے تو یہ کہدینا کہ میاں اس وقت مکان میں موجود نہیں ہیں قرضدار تنہائی میں بیٹھ کر بھی کوئی مفید کام کر نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ ہر وقت دل ہی دل میں خیالی پلاؤ قرضہ کے ادا کرنے کے واسطے دل میں پکایا کرتا ہے اکثر لوگوں کو ایسے ہی ایسے افکار میں مبتلا ہوکر سل و دق کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے اور اپنی تندرستی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور قرضہ کا بوجھ اپنے لواحقین پر دھر جاتے ہیں۔ قرضدار دروغگوئی کا بھی عادی ہو جاتا ہے۔ جب ایک قرض دار آکر تقاضا کرتا ہے تو اس سے وعدہ کرتا ہے کہ ۱۵ر تاریخ کو تمہارا قرضہ ادا کر دوں گا جس سے قرض خواہ کے دل کو کچھ اطمینان ہو جاتا ہے مگر جب مہینہ کی ۱۵-آتی ہے تو قرضدار مکان پر موجود نہیں ہوتا۔ بلکہ اندر ہی سے بیٹھے بیٹھے حیلے حوالے کر دیتا ہے کبھی مکان پر موجود ہی نہیں ہوتا۔ اگر کبھی اتفاق سے موجود بھی ہوتا ہی ہے تو بیمار بن جاتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میں باہر آنے سے معذور ہوں قرض خواہ مایوس ہوکر چلا جاتا ہے۔ قرضدار اشد ضروری کاموں ... سے پوشیدہ راستوں سے بازار جاتا ہے اگر اتفاق سے کوئی قرض خواہ اسی راستہ میں دور سے نظر پڑ گیا تو فوراً قرض دار کا منہ زرد پڑ جاتا ہے جسم پر پسینہ آنے لگتا ہے قلب کی حرکت تیز ہو جاتی ہے چلنے میں پیر لڑکھڑانے لگتے ہیں ہاتھ اور پیروں کی انگلیاں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں ہوش و خرد باختہ ہو جاتے ہیں جب خدا خدا کرکے قرض خواہ قریب آ جاتا ہے تو قرض دار قبل اس کے کہ قرض خواہ کوئی لفظ منہ سے نکالے بڑی متانت سے سلام کرتا ہے اور خوب لچھے دار جملوں سے مزاج پرسی کرتا ہے اور دریافت کرتا ہے کیوں جناب بتلائیے تو سہی کہ آپ کا کیا ارشاد ہے مجھے تو یاد نہیں رہا ورنہ میں کل ہی کو معاملہ صاف کر دیتا سب حساب کیا ہوا رکھا ہے صرف تعداد معلوم نہ ہونے کی وجہ سے معاملہ التوا میں پڑ گیا اور یہ کہکر کہ انشاءاللہ پھر ملاقات ہوگی۔ فوراً نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ قرض خواہ کو اتنا موقع نہیں دیتا کہ وہ کوئی لفظ تقاضا کا زبان سے نکالے بعض قرضخواہ خصوصاً مہاجن بڑے بیباک ہوتے ہیں عدالت میں رجوع کر دیتے ہیں تو پھر قرضدار کا اعتبار گورنمنٹ کے سامنے سے بھی جاتا رہتا ہے۔ خدا قرض سے پناہ میں رکھے ماحصل کلام یہ ہے کہ قرضدار کے دل کو کسی وقت اطمینان نہیں رہتا وہ ہر وقت پریشانی کے عالم میں بدحواس سا رہتا ہے زندگی اس کے سر پر صرف ایک بھدا بار ہوتی ہے نہ کوئی فصل کا میوہ اسکو بھلا معلوم ہوتا ہے نہ کسی کھانے میں مزہ آتا ہے بلکہ اصل پوچھئے تو اسکی قوت ذائقہ بھی تشریف لے جاتی ہے قرض دار کی طبیعت ڈرپوک ہو جاتی ہے ذرا سے کھٹکے پر اس کا دل دھڑکنے لگتا ہے نتیجہ اس ساری تحریر کا یہ ہے کہ قرض دار مخلوق خدا کی نظروں میں ذلیل حقیر مفلس قاطع محبت دروغگو بے شرم ثابت ہوتا ہے رب العالمین اس مہلک مرض سے ہر شخص کو بچائے۔

(سول اینڈ ملٹری نیوز)

آرمینیا کی مسلمان کردی عورتیں

اخبار لٹریری ڈائیجسٹ رقمطراز ہے کہ شہر وینا میں ایک لیڈی ڈاکٹر مسمی مارگریٹ نے آرمینیا کی مسلمان کردی عورتوں کی حالت پر ایک لیکچر دیا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ گھروں کی اکثر چیزیں عورتوں کی بنائی ہوئی ہیں۔ عورتیں ہی دور و دراز سفر پر جاکے ریشم کے کیڑے جمع کرتی ہیں۔ سوت کاتتی ہیں۔ اور کپڑوں کے رنگنے میں بڑی مشاق ہوتی ہیں۔ وہی جنگلوں میں جاکر مختلف رنگ تیار کرنے کیلئے پھول لاتی ہیں۔ ان باتوں سے مرد محض ناواقف ہیں۔ ان عورتوں میں ورزش جسمانی پائی نہیں جاتی ہے۔ ان کے مردوں کا یہ کام ہے کہ وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے ہیں اور ان کے فروخت سے اپنا پیٹ پالتے ہیں غریبوں کے اہل و عیال کی حالت بہت خراب ہے جنکی عمر فاقہ کشی میں گذرتی ہے باوجود اس غربت کے وہ اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں۔ والدین اپنی لڑکیوں سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔ اور انکی نسبت یہ اون کا عام مقولہ ہے کہ لڑکیاں گلاب کی کلیاں ہیں جو بغیر کامل غور و پرداخت کے ہرگز نشو و نما نہیں کر سکتی ہیں۔ اس قوم کے مرد اپنی بہنوں کے ساتھ بڑی محبت کرتے ہیں اور ہمیشہ ان کے معین اور مددگار رہتے ہیں۔ جب ان کی لڑکیوں کی شادی ہوتی ہے۔ تو اس کے اخراجات کا کل بار نوشاہ کی گردن پر پڑتا ہے۔ دولہن کے کپڑے دولہا ہی بنواتا ہے۔ گھر میں بیوی یا بیوی کی ماں کا پورا اختیار ہوتا ہے۔ اور تمام گھر کے آدمیوں کو اسکی اطاعت کرنی پڑتی ہے۔

یہ لیڈی ڈاکٹر مسلمان کردی عورتوں کی نسبت بیان کرتی ہے کہ وہ بڑی بہادر ہیں آلات حرب کا استعمال خوب جانتی ہیں گھوڑے کی سواری میں شہسوار ہیں۔ جب وہ گھوڑے پر سوار ہوتی ہیں تو اپنے بچے کو پیٹھ سے باندھ لیتی ہیں۔ فن شہسواری میں وہ ایسی کامل ہیں کہ بڑے بڑے نامور فن سواران کے آگے کان پکڑتے ہیں۔ باوجود امور خانہ داری میں مصروف رہنے کے وہ اپنے مردوں کی قوت بازو ہیں۔ اتفاقاً جب کوئی عورت چوروں کے نرغہ میں گھر جاتی ہے تو وہ بڑی جوانمردی کے ساتھ ان سے مقابلہ کرتی ہے۔ اُن مردوں کو بڑی نظر حقارت سے دیکھتی ہیں جو میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں۔ جب کوئی مرد کسی کنواری لڑکی سے شادی کی درخواست کرتا ہے تو لڑکی یہ سوال کرتی ہے کہ تم نے کتنے قافلے لوٹے اور کتنے گھوڑے اور ہتیار چھینے ہیں۔

طبعی حکمائے یورپ معجزہ پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ صلعم

حکمائے یورپ کی دقیق تحقیق سے واضح ہوا ہے کہ اجسام طبعیہ و موالید ارضی خصوصاً جمادات وغیرہ میں یہ خاصیت ہے کہ انسانی کردار و حیوانات کے حرکات و آواز جو اُن کے متصل و اندر واقع ہو رہے ہیں وہ انہیں خود بخود منقش ہوتے رہتے ہیں مثلاً سنگ خارا وغیرہ جو کہ تراشے جاتے ہیں اور اونچی اونچی عمارتیں کر بنائی جاتی ہیں اور گھروں میں جو کچھ ہوتا ہے از قسم موت و حیات و بیماری و تندرستی اور شادی اور دعوت کے جلسے اور فسق و فجور و عبادات اور آپس کی گفتگو وغیرہ وغیرہ جو واقعات لحظہ بلحظہ ہوتے رہتے ہیں وہ سب اُن مکانات کی در و دیوار میں منقش ہو جاتے ہیں پیغمبر خدا علیہ السلام کا یہ معجزہ ہے جسکی تصدیق خداوند تعالےٰ نے حکمائے یورپ سے کرائی ہے کیونکہ حکمائے یورپ نے جو باز اب بذریعہ آلات و اسباب کہلا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو تیرہ سو سال قبل ازیں بذریعہ وحی خدا ظاہر فرما گئے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جس مقام پر کسی شخص نے کوئی نیک کام کیا وہ مقام اوس کے لئے قیامت کو شافع ہوگا یعنے اوس کے نیک کام کا گواہ ہوگا اور جس مقام پر کسی نے کوئی بدکام کیا وہ مقام اوس کے لئے دوزخ کا طلبگار ہوگا۔ (کیونکہ امکنہ میں افعال و اقوال بطور نگار و نقش رہتے ہیں) اسی پر محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ جس مقام پر کسی شخص سے کوئی بدی سرزد ہو جاوے وہیں نیکی کرکے اوس کا تدارک کرلے۔

امداد مدرسہ تعلیم الاسلام

اس وقت مدرسہ کی حالت ازحد محتاج امداد ہے۔ اس واسطے بخدمت جمیع برادران عرض ہے کہ مدرسہ کا جو چندہ کسی صاحب کے نام بقایا ہو وہ جلد ارسال فرماویں۔ اور علاوہ اس کے گذشتہ عطیہ سے مدد دیں۔

حضرت کا حکم ہے کہ سب احمدی ممبر مدرسہ کا چندہ دیں اور جو نہ دے سکیں وہ اپنے لنگر کے چندے کا چوتھا حصہ کاٹ کر مدرسہ میں دیدیں بہرحال مدرسہ کا چندہ حسب الحکم حضرت ضروری ہے۔ یاد رہے۔ کہ تمام چندے بنام مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام روانہ کرنے چاہئیں۔ حضرت کے نام یا دارالامان کیونکہ اسمیں حضرت کو تکلیف ہے اور کسی خاص شخص کے نام بھی نہوں۔ والسلام

محمد صادق عفی اللہ عنہ قائم مقام ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔

مرآۃ الجہاد

اس نام کی ایک دلچسپ عجیب در جامع کتاب مسئلہ جہاد کے متعلق الحکم میں چھپ رہی ہے اس کے مولف ہمارے مکرم بھائی سید وزارت حسین صاحب مونگیری ہیں سید صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ مسئلہ جہاد کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی ہے اور اس مسئلہ پر جسقدر اعتراض مخالفوں نے کئے ہیں ان کے جواب قابلیت کے ساتھ دئے گئے ہیں خصوصاً پنڈت لیکھرام آریہ مقتول کے رسالہ جہاد کا دندان شکن جواب ہے ہم اگلی اشاعت میں اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دینگے (انشاءاللہ العزیز) ۲۱۶ صفحہ کی یہ کتاب چھپ چکی ہے اور ۲ صفحہ تک پریس میں جا چکی ہے ابھی مفصل اظہار رائے فی الحال ہم اسکی قیمت کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے یہ کتاب جیسا کہ ہم اس قابل ہے کہ اسکی کثرت کے ساتھ اشاعت ہو۔ درخواستیں دفتر الحکم میں آنی چاہئیں تاکہ کتاب کے شائع ہونے پر خریداروں کو جلد بھیجدی جاوے ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔

(ایک فیصلہ حضرت حکم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے)

راولپنڈی میں احباب میں اس امر پر اختلاف تھا کہ بعد نماز جمعہ مسجد سے چلے جانا چاہئے اور مسجد میں بیٹھ کر اخبارات وغیرہ کا سنتا یا سنانا اور دوسرے قومی کام نہ کرنے چاہئیں۔ اس پر انہوں نے صحیح حکم کیلئے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سے رجوع کیا یہ دلچسپ اور مفید خط و کتابت قابل دید ہے اسلئے ہم اسے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

خلاصہ خط جماعت راولپنڈی۔ بنام مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ

ہماری راولپنڈی میں بعد نماز جمعہ چند احمدی بھائی اسی جگہ بیٹھ کر مسائل پر بحث وغیرہ کرتے ہیں اکثر ہفتہ کے بعد ان کو یہ موقع ملتا ہے کہ مل کر بیٹھیں اور اپنی جماعت اور حضرت صاحب کے حالات ایک دوسرے سے دریافت کریں کیا موقع ملتا ہے لیکن ایک بھائی کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں بعد نماز جمعہ فانتشروا فی الارض کا حکم ہے اور یہ صیغہ امر ہے پس کیا باہم بیٹھنا جائز ہے یا نہیں؟

اس پر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے مندرجہ ذیل ریمارک کرکے برادرم مفتی محمد صادق صاحب کے پاس بھیجا۔

برادرم مفتی صاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

یہ خط آپ غور سے پڑھ لیں حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں پیش کر دیں پھر انہی کی طرف سے اسپر ضرور کچھ لکھ دیں میرے نزدیک خفیف سی بات پر لوگ نزاع پیدا کرتے ہیں یہ بڑے عیب کی بات ہے اور تفرقہ جماعت کا موجب ہے ہر شخص اپنی جگہ مجتہد بن بیٹھتا ہے جمعہ کے بعد مسجد میں صلاح اور مشورہ نیک کیلئے بیٹھنا کوئی گناہ کی بات نہیں مسلمانوں کی انجمن ہی مسجد کا مقام ہے …. خدا کا حکم فانتشروا فی الارض ایک غلطی کے ازالہ کیلئے ہے اور اجازت کی غرض سے ہے ہر متنفس کیلئے وجوبی نہیں۔ والسلام

خاکسار عبدالکریم

اس پر برادرم مفتی صاحب نے مندرجہ ذیل عریضہ حضرت امام علیہ السلام کے حضور بھیجا مع اصل خط

حضرت اقدس مرشدنا و مہدینا مسیح موعود و مہدی معہود السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

احباب راولپنڈی میں ایک اختلاف ہوا ہے کہ بعد نماز جمعہ مسجد میں اسی جگہ بیٹھ کر برادران احمدیہ کا باہم ملاقات کرنا۔ مسائل دینیہ پر بحث کرنا اپنی جماعت سے متعلق کتب اشتہارات وغیرہ سننا یا سنانا جائز ہے یا نہیں؟ ایک فریق کہتا ہے کہ ایسا کرنا فانتشروا فی الارض کے حکم کی مخالفت ہے دوسرا فریق کہتا ہے کہ دینی اغراض کیلئے بیٹھنا جائز ہے والسلام۔ عاجز محمد صادق ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۴ء

حضرت حکم کا فیصلہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ایسی بحث غلط فہمی سے ہے اصل بات یہ ہے کہ اغراض صحیحہ دینیہ کے لئے بعد نماز مسجد میں بیٹھنا جائز ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ثابت ہے اور یہ حکم بطور رخصت کے ہے نہ بطور فرض کے۔ چونکہ عیسائیوں کی تعطیل کے دنوں میں قطعاً بیکاری فرض تھی وہ اپنی دکانیں بند رکھتے تھے اس کے رد کیلئے یہ حکم ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ تم پر حرام نہیں ہے کہ بعد نماز جمعہ سارا دن بیکار رہو۔ البتہ بانگ نماز سنتے ہی مسجد میں حاضر ہو جاؤ۔ اور پھر تمہیں رخصت ہے کہ اپنی تجارت وغیرہ میں مشغول ہو جاؤ۔ یہ ایسا ہی حکم ہے جیسا کہ یہ حکم ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا پس کلوا واشربوا سے یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے روزہ بھی نہ رکھو اور ہمیشہ کھاتے پیتے رہو۔ غرض یہ حکم اہل کتاب کے رد میں ہے اور اس سے اصل مطلب رخصت ہے نہ فرضیت جیسا کہ سنت سے ظاہر ہے والسلام

مرزا غلام احمد

ایڈیٹر۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور جو مشورے قادیان میں مدرسہ یا میگزین وغیرہ کے متعلقہ امور کیلئے ہوئے ہمیشہ بعد نماز مسجد ہی میں ہوتی رہی ہیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۱ اکتوبر کا دن ساکنان دارالامان کیلئے یوم عید سے کم نہ تھا جبکہ انہیں اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دارالامان میں واپسی کی خبر ملی۔ اس تاریخ کو اعلیٰ حضرت بعد دوپہر دارالامان پہونچے + ایڈیٹر الحکم نے اس موقع پر الحکم کا ایک خاص پرچہ شائع کیا جو آج اخبار ہذا میں شائع کیا جاتا ہے + دارالامان میں واپس پہونچکر حضرت اقدس کی طبیعت کوفت سفر کی وجہ سے کسیقدر ناساز رہی لیکن الحمد للہ حضور کی طبیعت بالکل صاف ہے آپ اور خاندان رسالت کے تمام افراد خدا کے فضل و کرم سے خوش ہیں۔

۲۔ بزرگان ملت میں سے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم سیالکوٹ میں ۲۰ وائل میں آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی لیکن آخر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کی حالت صحت عود کر آئی اور آپ تبلیغ کے کام میں زور شور سے معروف ہیں پبلک لیکچر بھی ہوتے ہیں ۱۶ اکتوبر کو ایک پبلک لیکچر ہونے کی خبر تھی۔

۳۔ ہفتہ زیر اشاعت میں مولوی قطب الدین متعلق شفاخانہ حضرت حکیم الامت کی صاحبزادی کا انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کیلئے والدین کیلئے فرط ہو اور اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا فرمادے۔

۴۔ صاحبزادہ سراج الحق صاحب سابق خوشنویس الحکم اور ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب کے گھر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بچے پیدا ہوئے۔ جن کے نام علی الترتیب فرقان الرحمٰن اور بشارت احمد رکھے گئے ہیں۔

۵۔ خفیف سا ترشح ہو جانے کی وجہ سے موسم کسیقدر تیزی کا رنگ اختیار کرنے لگی ہے گاؤں میں موسمی بخار کی چھیڑ چھاڑ ہے۔

۶۔ ہمارے محترم ہمعصر ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر مولانا مولوی محمد علی صاحب معروفیت مقدمہ کی وجہ سے ستمبر میں میگزین کیلئے بہت ہی کم وقت دے سکے اور ابھی مقدمہ سے متعلقہ مزید کارروائیوں سے بھی انہیں فرصت نہیں ہوئی کہ آپ کی محترمہ اہلیہ کی ناسازی طبیعت نے انہیں اور بھی معروف الاوقات بنا دیا ہے۔ مولوی صاحب علاج کیلئے لاہور ٹھہرے ہوئے ہیں ساتھ ہی مقدمہ کے متعلق ابھی کام باقی ہے ہمارا خیال ہے کہ انکی یہ مناسب اور ضروری معروفیت انکو بھی میگزین کی اشاعت موقوف نہیں کسیقدر توقف کا موجب ہوگی۔ اگرچہ مولوی صاحب بہت کوشش کر رہے ہیں کہ جلد شائع ہو جاوے مگر غالباً آخر اکتوبر تک اشاعت ہو سکے گی۔ اور ستمبر اور اکتوبر کا انگریزی میگزین اکٹھے شائع ہوں گے۔

۷۔ قادیان کی سناتن سبھا باقاعدہ کام کرنے لگی ہے ۱۶ اکتوبر کو اس نے نگر کیرتن بھی کیا ہے آریہ سماج نے لڑکیوں کیلئے ایک مدرسہ کھولا ہے۔

۸۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جماعت سیالکوٹ نے مدعو کیا ہے اعلیٰ حضرت نے اس درخواست کو تو منظور فرمالیا ہے لیکن ابھی معلوم نہیں کہ جانے کیلئے کونسا وقت مقرر ہے۔

۹۔ بنارس سے مولوی الٰہی بخش اور شیخ عبدالرزاق صاحب اور شیخ [illegible] صاحب تشریف لائے اور مستفیض ہو کر واپس تشریف لیگئے۔

ہم اور ہمارے بقایادار

رلایا خون میری آنکھوں کو تیری خواب غفلت نے
میری تقدیر میں لکھا تھا رونا کلک قدرت نے

جب کبھی مجبور ہو کر ہمیں اپنے بعض لاپرواہ سہل انگار خریداران الحکم کی خاطر کچھ لکھنا پڑتا ہے تو عجب قسم کی گھبراہٹ اور ندامت اگر دل پریشان ہوتا ہے گھبراہٹ اسلئے کہ قلم اٹھانے بغیر چارہ نہیں ہوتا اور ندامت اسلئے کہ گویا شکوہ قوم کیلئے زبان کھولنی پڑتی ہے الحکم ایسے اخبار بلکہ قومی آرگن کیلئے یہ کسقدر افسوسناک امر ہے کہ اس کے بقایا داروں کی فہرست کا خاتمہ نہیں ہوتا اور ہماری عرضداشتوں پر یہ لوگ جنکے ذمہ بقایا ہے توجہ نہیں کرتے۔ بجائیکہ الحکم ان کا اپنا واجب الاحترام پرچہ ہے جسکی ضرورت اور خدمت متفق اللفظ ہو کر قوم نے تسلیم کر لی ہے۔ پھر سمجھ نہیں آتا باوجودیکہ اسکی ضرورت کو ضرورت حقہ تسلیم کیا جاتا ہے باوصفیکہ اسکی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے لیکن جب اس کے جائز مطالبات کا سوال پیش ہوتا ہے تو جو ہاتھ عرصہ تک الحکم سے لینے کیلئے کھلا رہتا تھا یکدم بند ہو جاتا ہے ہمارے ناظرین ہمیں مشورہ دیں اور کوئی راہ بتائیں کہ جس طرح ہم ان قومی بیدادگروں سے مخلصی حاصل کریں جن کے ذمہ مطبع کا کئی کئی سال کا بقایا واجب ہے اور جب ان سے تقاضا کیا گیا تو وعدوں سے کام لیا اور جواب خطوط سے فراموشی اختیار کی آخر وی پی واپس کرنے کا طریق اختیار کیا۔ غالباً ہمارے بہی خواہ ہمیں مشورہ دینگے کہ ایسے لوگوں کے نام اخبار جاری ہی نہ کیا جاوے لیکن اسکا کیا علاج کرو وہ کہتے ہیں ہم احمدی ہیں اور قیمت ادا کر دینگے +

اس قسم کی مشکلات نے اخبار جیسے عظیم الشان قومی کام کی راہ میں جو روک پیدا کر رکھی ہے اسے دوسرے محسوس کریں نہ کریں مگر اسے دیکھکر مضطرب ہو جاتے ہیں پچھلے بقایا کے وصول کرنے کیلئے ہم قوم کے جلیل القدر بزرگوں اور اپنے اپنے مقامات کے اہل اثر لوگوں سے مدد چاہتے ہیں کہ ہم ان کے پاس بقایا کی فہرستیں بھیجدیں اور وہ بقایا داران حضرات سے مطالبہ کرکے واجب الادا رقوم وصول کریں۔ اگر اس طریق پر ہمارے محترم ناظرین ہمیں مدد دیں کیونکہ اسطرح امداد ہو جائیں تو یہ بقایا جلد وصول ہو جاتے اور مطبع کی بہت سی ضروریات پوری ہو جائیں۔ ہم اس قسم کی ناگوار تحریکوں کی ضرورت سے سخت گھبراتے ہیں مگر ہمارے معاون (انہیں معاون ہی کہا جاوے کہ بلحاظ اعانت ہی ان کا کام ہونا چاہئے) ہمیں مجبور کر دیتے ہیں ہم نے بارہا عرض کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اخبار کی قیمت دینی نہیں چاہتا۔ تو کیا حرج ہے وہ اخبار بند کرنے کیلئے لکھدے ہم اس اعلان کے ذریعہ سے بقایا دار حضرات کو توجہ دلاتے ہیں کہ وہ مطبع کے اجرا شدہ وی پی لے وصول کریں یا بذریعہ منی آرڈر اپنے مطالبات بھیجدیں ورنہ ہم آئندہ بذریعہ کارڈ بھی تقاضا نہیں کریں گے یہ اطلاع آخری ہے اس کے بعد اگر وی پی واپس آئے یا انہوں نے چندہ نہ بھیجا تو ہم نومبر تک ایسے طیار شدہ فہرستیں ان کے مقامی اہل اثر بزرگوں کے پاس بھیجدیں گے اور ان کے نام اخبار بند کر دیں گے آئندہ جبتک وہ پیشگی نہ دیں جاری نہ ہوگا۔ ہمیں تو بڑی خوشی ہو کہ ہمارے خریدار بہت لاپرواہ خریداروں سے اچھے ہونگے اگر اسپر بھی کوئی توجہ نہ ہوئی۔ تو ہم مجبوراً اپنا کوئی ایجنٹ وصول بقایا کیلئے روانہ کریں گے۔ فی الحقیقت ہماری طرف سے اپنی اگر اہم تحریر کا شائع کرنا سخت افسوسناک ہے آٹھ سال سے ایک اخبار قوم کی خدمت کر رہا ہے اور وہ خدمت جس کی اہلیت خدا تعالیٰ کے نزدیک سقف کلاتے خاتم الخلفا اس غرض کیلئے مسیحا ہی سات ہزار برس کے موعود کا وہ خادم ہو اور پھر وہ قوم جو اس موعود کی خدمتگزاری کا فخر رکھتی وہ ان باتوں کو نہ سمجھ سکے کہ اپنے ایسے قومی آرگن کو آئے دن کی تکالیف سے مستغنی کرے۔ اور اس حالت کو مضبوط کر لیکی فکر کرے۔

(الحکم کی اگلی ہی اشاعت میں ہمارے قومی اخبارات پر ایک آرٹیکل شائع کیا جائیگا انشاء اللہ جو قوم کیلئے سنجیدہ اور فہیم لوگوں کی توجہ کیلئے لکھا گیا ہے!)

ہمارے تعلیم یافتہ مسلمان اور اسلام

از ماست کہ بر ماست

ہر کسے از دست غیر نالہ کنان
سعدی از دست خویشتن فریاد

دنیا میں جب کسی غافل و سست قوم کی شامت اعمال سے ایام نکبت و ادبار نمودار ہوتے ہیں تو وہ تلافی مافات و آئندہ احتیاط کیلئے غریق مثبت کی طرح ہر تنکے کا سہارا ڈھونڈتی ہے۔ مصلح ہمدرد و تدابیر صائبہ کے نہ ملنے سے حیران و پریشان ہو کر ادہر ادہر دیکھتے پہرتے ہیں۔ ایسے موقعہ میں کون کہہ سکتا ہے کہ جس قوم کا ایسا حال ہو اس کے ہر فرد منہمک فی الدنیا کی تدابیر و عندیات و آراکین درست اور خواہ مخواہ قابل عمل و رامد ہوا کرتی ہیں آجکل یہی حال اہل اسلام کا ہے۔ قرآن کریم جس نے ہزارہا پشتوں کی بگڑی ہوئی اقوام کو سنوارا اور اس پر عمل کرنے سے اون کے دینی و دنیاوی معاملات ایسے درست و صاف اور ایسی ملٹری و سول تدابیر ایسی صائبہ و صحیح تہیں جنکو سلاطین و شاہنشاہان دنیا دیکہکر داد تحسین و آفرین دیتے تہے۔

خداوند تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی کی گئی کہ ایک زمانہ ایسا آویگا کہ اہل اسلام قرآن کریم کے احکام و قوانین کو ترک کر دینگے اور ان پر ایام نکبت و ادبار نمودار ہونگے اور ان کے ہر فریق کی جداجدا رائیں و ہدایات ہونگی یہ وہی زمانہ ہے جسمیں ہم ہیں یہ زمانہ مصلح وقت و امام ہمدرد کا سخت متقاضی ہے اور بزبان حال بلند پکار کر کہہ رہا ہے

مصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

آجکل بعض کہنے لگے ہیں کہ عورت کیلئے پردہ کی ضرورت نہیں اور تجارتی معاملات میں سود لینا جائز ہے کثیر الازدواجی نا مشروع و نا موزون ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور بعض اشخاص نئی روشنی کے دلدادہ کہتے ہیں کہ تقسیم وراثت کا قانون جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے وہ موجودہ زمانہ کے موافق نہیں اوسمیں ترمیم و تنسیخ کیجاوے۔

چنانچہ ہندوستان و پنجاب کے اسلامی و مخالفان اسلام انگریزی وار دو اخبارات نے ان مضامین کو بکثرت لیا ہے اور انپر رائے زنیاں ہو رہی ہیں ہیں۔ علی ہذا القیاس علی گڈہ کالج کی تعلیم یافتہ پارٹی اور اون کے ہم خیال ازیری ریفارمروں کی تعداد جو اس قسم کے خیالات رکہتے ہیں روز افزوں ترقی میں ہے۔ قرآن کریم نے کامل و مکمل احکام قوانین ابدالاباد کیلئے تا قیام قیامت نوع انسان کی بہبودی کیلئے پیش کئے ہیں جنکو اقوام غیر مذاہب نے بہی بے بدل و مفید سمجہکر پسند کیا اور اون سے مستفیض ہوئے۔ مخالفان اسلام جو کچہہ اعتراضات کی بوچہاڑ و حملے اسلام پر کر رہی ہیں وہ اب کسی متنفس سے پوشیدہ نہیں اور اسلام کے اندرونی خیر خواہوں کا یہ حال ہے کہ بدست خود اس کو پکڑ کر مخالفوں کے ہاتہوں میں مار پیٹ کے لئے دے رہے ہیں۔ الہی الامان کیا اب مجدد اسلام و مسیح موعود کی ضرورت کو یہی خواہان قوم محسوس نہیں کرتے

آسمان را حق بود گر سنگ بارد بر زمین
بر پریشان حالئے اسلام و حط المسلمین

تعبیر الرویا

میرا خواب اور اسکی تعبیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخی مکرم جناب مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - جماعت کے لوگوں سے تو آپکی تعریف تعبیر خواب کی نسبت سنا ہی کرتا تہا مگر الحکم نے اسکی تصدیق کر دی۔ مجہکو آج رات ایک خواب آیا ہے جس کی تعبیر کا میں بڑا مشتاق ہوں براہ مہربانی تعبیر جلدی بہیجئے گا

وَهُوَ هٰذَا - میں ایک ایسی جگہ میں ہوں جو میں نے پہلے کبہی نہیں دیکہی لوگ کسی تقریب پر بکثرت جمع ہیں ایک پرانی مسجد میں لوگوں کا اجتماع ہے وہاں گیا۔ مولوی صاحب پرانے کپڑے پہنے ہوئے بیٹہے ہیں۔ وقت نماز سمجہکر میں نے تنہا نماز شروع کر دی چونکہ وہ سامنے سے گذر رہا تہا اس لئے میں اسے دیکہتا تہا اور بہت سے لوگ دیکہتے تہے مگر نہ تو وہ خود بند ہوتا تہا اور نہ لوگ ہی اسے روکتے تہے آخر میں نے سلام پہیر دیا اور اسے پکڑ کر تہانہ میں لیجا کر پولیس کی سپرد کر دیا اس کے بعد میری آنکہ کہل گئی اور میں تہجد کیلئے اٹہہ کہڑا ہوا۔ براہ مہربانی تعبیر سے مطلع فرمائیگا۔ والسلام

خاکسار ابو عبد اللہ غلام محمد سیالکوٹی ٹکسالی دروازہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی اخویم منشی غلام محمد صاحب۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور سے گورداسپور تشریف لائے ہیں۔ یہ عاجز انجناب کی خدمت میں حاضر ہے آج یکم تاریخ فیصلے کے واسطے مقرر ہے۔ دیکہئے پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ لوگ متفرق خبریں اڑاتے ہیں۔ مگر جو خبر خدائے علیم کی طرف سے اپنے بندے کو ملی ہے وہ یہ ہے۔ اِنِّی مَعَ الرَّسُوْلِ فقط

آپ کا جوابی کارڈ قادیان سے واپس ہو کر اسجگہ گورداسپور میں ملا۔ میں نے آپکے خواب پر بہت غور کیا ہے۔ میرے نزدیک وہ آپکے حق میں اچہا ہے۔ اور اسکی تعبیر میرے نزدیک اسطرح سے ہے: - پورانی مسجد میں لوگوں کا اجتماع ہے۔ پرانا مکان بوسیدہ ہو کر اصلی خوبصورتی اور حسن سے گرجاتا ہے اور اسکی وہ حالت نہیں رہتی جو ابتدا میں تہی یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اسلام کی حالت بسبب مرور زمانہ درست نہیں رہی بلکہ بہت سی قباحتیں اسمیں پیدا ہو گئی ہیں جو قابل اصلاح اور قابل مرمت ہیں اسمیں لوگوں کا اجتماع ہے - یعنی قوم کا اجماع اوسی بوسیدہ اور خراب حالت پر ہو گیا ہے چنانچہ عام اجماع امت کا اس وقت عمدگی پر نہیں - بلکہ رفتہ رفتہ جو خرابیاں مسائل دینیہ میں پڑ گئی ہیں انہیں پر مضبوط ہو بیٹہے ہیں اور انکی تجدید نہیں کرتے۔ ملا کے کپڑے پورانے ہیں - یعنی علماء کی حالت ردی اور خراب ہے۔ ان کا دین پاک اور صاف نہیں رہا۔ اسمیں میل کچیل اور رخنہ اندازی بہت بڑہ گئی ہے۔ آپ نے سمجہا کہ وقت نماز ہے اور خوب سمجہا۔ بے شک یہ وقت ایسا ہے کہ توجہ الی اللہ میں مصروف ہونا چاہئے۔ ورنہ تباہی کا خوف ہے۔ آپ نے سورہ الحمد پڑہی۔ یعنی سورہ فاتحہ کی طرف خاص توجہ کی۔ اور اسپر عمل کیا۔ اس سے اشارہ ہے کہ آپ جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ سورہ الحمد کے ساتہ ہمارے امام **احمد** کو خاص مناسبت ہے۔ چنانچہ آپنے تین مستقل تفسیریں سورہ الحمد کی لکہی ہیں اور ہمیشہ اپنی ہر تقریر میں سورہ الحمد کا خاص ذکر کیا کرتے ہیں۔ اور سورہ الحمد میں اس زمانہ کے متعلق اور اس مسیح کی آمد کے متعلق پیشگوئی بہی ہے۔ اور میں نے پہلی کتب مقدسہ میں پڑہا ہے کہ مسیح کی آمد ثانی میں اس کے ہاتہ میں ایک چہوٹی سی کتاب ہوگی۔ جسکا نام فاتح ہوگا۔ جسکی سات آیتیں ہونگی۔ غرض الحمد پڑہنے سے یہ مراد ہے کہ آپ جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ کوئی شخص معترض سے آپکی قمیص کا ٹتا ہے وہ کوئی منافق رفیق ہے جو آپ کے دین میں رخنہ ڈالنا چاہتا ہے۔ آپ نے اوس کو پکڑ لیا اور تہانہ میں لے گئے۔ یعنی آپنے اوسکی مخالفت کا ایسے طور سے اندفاع کیا کہ وہ اپنی کوشش میں نامراد ہو کر ایسا ہو گیا کہ گویا **تہانہ** یعنی کالعدم ہو گیا۔ خواب کے آخری حصہ میں کسیقدر ابتلا ہے جس کے واسطے دعائے مغفرت اور کچہہ صدقہ دیدیں۔ باقی خیر ہے۔ والسلام۔

جو میرے خیال میں آیا عرض کیا۔ والعلم عند اللہ
آپ کا خادم محمد صادق۔

رویا تعبیر طلب

میں نے خواب دیکہا ہے کہ ایک کمیت رنگ گہوڑے پر سوار ہوں۔ کوئی صاحب اسکی تعبیر لکہیں۔ ایک احمدی۔

مقدمات کا آخری فیصلہ عدالت ابتدائی میں

قریباً دو سال کی لمبی دوڑ کے بعد ان مقدمات کا (جو عدالت گورداسپور میں دائر تہے) عدالت ابتدائی میں فیصلہ ہو گیا

مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وغیرہ جو ۲۶ اگست ۱۹۰۴ء کو ختم ہو چکا تہا۔ اس کا حکم ۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو سنا دیا گیا مجسٹریٹ صاحب نے کرم الدین و فقیر محمد کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تمہارا جرم ثابت ہے اور تمہارے عذرات غلط۔ اس لئے کرم الدین پر ۵۰ جرمانہ۔ بصورت عدم ادائے جرمانہ ۲ ماہ قید محض۔ اور فقیر محمد پر ۴۰ جرمانہ بصورت عدم ادائے جرمانہ ڈیڑہ ماہ قید محض۔ اور حضرت اقدس کے خلاف جو مقدمہ تہا۔ اسمیں بہی مجسٹریٹ صاحب نے اسی تاریخ کو فیصلہ سنا دیا۔ حضرت اقدس کے خلاف پانسو روپیہ اور حکیم فضل الدین صاحب کے خلاف دوسو روپیہ جرمانہ کیا جو اسی وقت دیا گیا۔

مقدمہ حضرت اقدس کے متعلق بظاہر یہ خبر دلشکن ہوگی۔ لیکن ہمارے ناظرین خصوصاً ہمارے احمدی احباب جو سنن الہیہ سے واقف اور سیرۃ الانبیاء سے خبردار ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ

ہر بلا کین قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

اس لئے وہ خدا تعالےٰ کی حمد و ستائش کرتے ہوئے صبر کے ساتہ آخری فیصلہ کا انتظار کریں۔ جو عدالت عالیہ سے ہوگا۔

اسوقت عدالت ابتدائی کی کارروائی ختم ہوئی اور چونکہ ابہی مقدمہ عدالت اعلیٰ میں جانیوالا ہے۔ اس لئے اس فیصلہ پر ہم کسی قسم کا ریمارک کرنا اپنے فرض کے خلاف سمجہتے ہیں۔ مخالفین اپنی عادت کے موافق مختلف قسم کی افواہیں اڑائینگے لیکن اس سے زیادہ کوئی امر نہیں ہے۔ جو ہم نے لکہدیا ہے۔

طاعون موسم کی برودت کے ساتہ طاعون کی شدت ہندوستان و پنجاب میں بڑہتی جاتی ہے ہفتہ پیوستہ میں اموات کا شمار ۱۳۶۴۳ تک جا پہونچا ہے جو اس سے پہلے ہفتہ کی نسبت قریباً دو ہزار بڑہا ہوا ہے۔

اسکا اصلی علاج ۔ تقوی۔ دعا و استغفار و عجز و انکسار بحضرت خداوند غفار، اور دوسرا نسخہ ایمان والعمل کو استعمال کرنا چاہئے جو حضرت امام الہمام مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام نے اپنی کتاب کشتی نوح میں اپنی جماعت ویک کے آگے پیش کیا ہے۔

ایک مسلمان کی گھبراہٹ

اخبار پیسکاری مورخہ ۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۰۴ء مین کسی .... عبدالرحیم نام کی طرف سے مندرجہ ذیل اعتراضات شائع ہوئے ہین ہم اول اعتراضات کو نقل کرکے پہر ان کے جوابات بترتیب شائع کرینگے۔

مین عرصے برسے نام مسلمان ہون۔ باوجود بہت سے مذہبی مطالعہ کے مذہب اسلام سے میری تسلی نہین ہوئی۔ اور کئی ایک رکاوٹین پیش آئی ہین۔ جنسے دل نہایت بیقرار ہو رہا ہے۔ کئی دفعہ بعض مولوی صاحبان اور دیگر مسلمان بہائیون سے عرض کیا گیا۔ جن سے بجائے غصہ اور لڑائی پر تیار ہو جانے کے کوئی تشفی بخش جواب نہ ملا۔ اور جب کسی مسئلہ پر اُن کو قائل کیا گیا تو یہ کہکر ٹال دیا کہ "شرع مبارک مین تمہاری عقل نہین پہنچ سکتی ہے" لیکن ان باتون سے دل کو کیا تسلی ہو سکتی تہی۔ آخر مین یہی بن آیا کہ دلی خیالات کو کسی اخبار مین درج کرا دیا جاوے شائد کوئی صاحب توجہ فرماکر تسلی بخش جواب دین۔ جس سے دلکو تسکین ہو۔ مذکورہ بالا خیالات مین سے چند ایک یہ ہین

(۱) اسلام مین نجات کس طرح ہوگی۔ اور نجات شدہ آدمی کہان رہینگے۔ وہ جگہ کتنی دور ہے اور کس جگہ واقع ہے۔ نجات شدہ لوگ مجسم ہونگے یا غیر مجسم۔ اُنکی سب سے بڑہکر خوشی کیا ہوگی۔ کیونکہ مینے جہانتک اسلام کی کتابین مطالعہ کی ہین یہی پایا جاتا ہے کہ نجات مین حور و غلمان اور شراب سے بڑہکر کوئی خوشی نہین ہوگی۔ اگر واقعی یہی ہے تو اس مین سوائے شہوت پرستی اور نفسانیت کے اور کیا ہے۔

(۲) نماز پانچ وقت کی بجائے ایکوقت کیون نہین پڑہی جاتی۔ پانچ وقت پڑہنے سے کیا فائدہ ہے۔ حالانکہ وہی مطلب ایکدفعہ پڑہ لینے سے بہی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور بار بار قواعد کرنے مین کیا فلاسفی ہے۔ کیا بیٹہکر خدا کی عبادت نہین ہو سکتی۔

(۳) روزہ رکہنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے اور اگر اسمین کوئی طبی فائدہ ہے۔ تو ایک خاص مہینے مین روزے رکہنا کیا معنے رکہتا ہے۔

(۴) بموجب علم طب کے ایک آدمی ایک وقت مین ایک سے زیادہ عورتین نہین رکہ سکتا۔ لیکن اسلام مین ایک وقت مین چار عورتین رکہنے کا حکم ہے جیسا کہ حضرت صاحب نے خود نمونہ بنکر دکہلایا ہی نہین۔ بلکہ اپنے فرمان سے بہی دگنا کر دکہایا۔ اسمین کیا بہید ہے۔

(۵) قرآن شریف کا حکم ہے کہ لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ (یعنی خدا کے حکم کے بغیر ایک ذرہ تک نہین ہلتا) تو کیا جو گناہ یا ثواب ہم کرتے ہین۔ یہ سب خدا کی طرف سے ہین یا کچہ اور۔

(۶) کہتے ہین کہ اسلام مین بت پرستی ناجائز ہے تو حاجی لوگون کا حضرت صاحب کی قبر کے گرد طواف کرنا کیا معنے رکہتا ہے۔ اور جہانتک مجہے معلوم ہے حج کا مقصد یہی ہے۔

(۷) حدیث شریف مین مسلم سے روایت ہے کہ چند صورتون مین جہوٹ بولنا جائز ہے بلکہ واجب (اول) کسی مسلمان کی آبرو بچانے کیلئے (دوئم) اپنے گناہ چہپانے کیلئے (سوئم) دو آدمیون مین صلح کرنے کیلئے (چہارم) دشمن کو دہوکہ دے کر مارنے کیلئے (پنجم) شوہر کو اپنی زوجہ کے رضامند کرنے کیلئے۔

اور امام غزالی صاحب فرماتے ہین۔ کہ جب کسی بات مین فائدہ ہو تو جہوٹ جائز ہے۔

جوابات متعلق سوالات نمبر اول و دوم و سوم و چہارم

طریق نجات و فرقہ ناجیہ کا حال سورہ بقر کے ابتدائی آیات مین جہان سے قرآن کریم شروع ہوتا ہے مفصل مذکور ہے پس جو شخص طالب نجات ہو وہ اس طریق کو اختیار کرے تو اس کا نتیجہ نجات ہوگی دنیا میں یہی ایک کتاب ہے جس نے شروع ہی میں مسئلہ نجات کو حل کرکے دکھایا ہے اس کتاب میں دعوی کیا گیا کہ اس میں کوئی بات قابل شک و شبہ نہین یعنے اس کتاب مین طریق نجات کو بار بار ایسا مفصل و مبیّن و ظاہر کیا گیا ہے کہ طالب نجات کو اس کتاب کے بتائے ہوئے طریق پر چلنے سے حصول نجات مین بالکل کوئی امر قابل شک و شبہ والتباس باقی نہین رہتا اور وہ خود متیقن و مطمئن ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کی پیروی سے واقعی فرقہ ناجیہ مین انسان داخل ہو جاتا ہے۔

اب ہم سورہ بقر کی ابتدائی آیات مع ترجمہ لکہتے ہین جنمین فرقہ ناجیہ و طریق کا ذکر ہے۔

الٓمّٓ۔ ذَالِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ أُولٰئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

ترجمہ - یہ وہ کتاب ہے (جسکی بابت اگلی کتب و صحف منزلہ الہیہ مین خبر دیگئی ہے کہ آخر زمانہ مین گم گشتگان تیہ ضلالت کیلئے وہ ہادی ہوگی اور بیان طریق نجات کے بارے مین اس کتاب مین کوئی امر قابل شک و شبہ نہین بلکہ طریق نجات مفصل و مشرح بیان کیا گیا ہے **خدا ترس آدمی** جو متقی بننا چاہے اور طریق نجات ڈہونڈہے اس کے لئے یہ کتاب سیدہا راہ نجات بتاتی ہے۔ مگر طالب نجات کیلئے لازم ہے کہ اس کا پہلا قدم ایمان بالغیب ہو جس شخص نے ایک مقام کو کبہی دیکہا نہ ہو اور کسی مقام سے اوس مقام کی طرف جانا ہو اسکو کسی واقف راہ کو کہنے پر اوس مقام کی طرف ریلوے وغیرہ کے ذریعہ روانہ ہونا پڑیگا لاکہون در لاکہہ مخلوق موجود ہے جو بذریعہ ممالک و شہرون مین راہ شناس آدمیون کے کہنے سے جا پہنچے ہین جن لوگون کو ممالک شرقیہ سے ممالک غربیہ یعنے امریکہ کو جانا ہوا اون کو جہازون مین بسا اوقات شرقی سمندرون کا سفر کرنا پڑتا ہے اور بالآخر مغرب مین یعنے امریکہ مین جا پہنچتے ہین جبکہ دنیا مین بہی ایمان بالغیب کے سوا شہرون اور ممالک ندیدہ کا سفر نہین ہو سکتا بلکہ دوسرون کے کہنے پر چلنا پڑتا ہے تو آخروی راہ پر چلنے کیلئے انبیا و رسولون کی تقلید بالاولی انسب ہوگی ایمان بالغیب حصول کمالات و فوز مرام اور ساری مرادون کی کنجی ہے۔ **وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ** - فرمایا کہ جو لوگ طالب نجات ہین وہ اوقات مقررہ پر نماز یعنے التجا بحضرت ایزدی کرتے رہتے ہین جیسا کہ جسم کی تقویت کے لئے بار بار غذا کی ضرورت پڑتی ہے ایسا ہی روح کی صحت و صفائی و تقویت کیلئے نماز یعنے روحانی غذا کی ضرورت انسان کو بالاولی ہے تعجب ہے کہ سائل کہتا ہے نماز ایک ہی وقت کیون نہ مقرر ہوئی۔

ہم سائل سے عرض کرتے ہین کہ تم ہفتہ مین ایک ہی دن روٹی کہا لیا کرو۔ کفایت بہی ہوگی اور جسمانی قوت کا بہی حال ملاحظہ ہو جاوے گا۔ لوگ اجسام فانیہ کو تر و تازہ رکہنے و تقویت کیلئے دن مین کئی کئی بار غذا کہاتے ہین اگر روحانی غذا کیلئے رات دن مین پانچ وقت مقرر ہون تو کیا حرج ہے۔ صبح و شام کے مبارک وقتون مین تمام اقوام نے خدا تعالی کی عبادت کرنا فرض کی ہے مگر سائل اب صرف ایک ہی رکہنا چاہتا ہے تجربہ و مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ تغیر اوقات کا اثر جیسا جسم پر واقع ہوتا ہے ایسا ہی روح پر بہی ہوتا ہے لہذا تغیر اوقات مین خداوند تعالے نے انسان کو حکم فرمایا کہ وہ ان اوقات متغیرہ مقررہ مین اوس لایزال و لا متغیر ذات کے حضور مین ملتجی ہوکر روحانی تقویت کیلئے روحانی غذا طلب کرتا رہے اگر نماز کے اوقات معیّن و مقرر نہ کئے جاتے تو انسان لیت و لعل مین کئی کئی ایام غفلت مین گذار دیتا اور دنیاوی اشغال کے باعث اسکی نماز کی کبہی نوبت ہی نہ آتی۔ جب انسان کیلئے کسی کام کا مقررہ وقت مین ادا کرنا حکماً لازم ٹہرایا جاوے تو وہ اسکی ادائیگی کے لئے ہر وقت مستعد رہتا اور مقررہ وقت پر بجالاتا ہے۔

ایک بزرگ لکہتے ہین انسانیکہ بنسبت اذکار و عبادات و امتثال اوامر الہیہ توجہ او زیادہ بر اکل و شرب و خواب باشد فیضان عالم قدس و خیرات عالم علوی از وجود او منقطع و تمام او بزمرہ بہائم ثبت گردد و نعم قال القائل ؎

خواب و خور جز پیشہ انعام نیست
خفتگان را بہرہ از انعام نیست

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ طالب نجات کو لازم ہے کہ خدا داد رزق۔ مال۔ دولت۔ علم۔ قوت کو خداوند تعالے کی راہ مین صرف کرتا رہے فقرا و مساکین و یتامی کی ہمدردی کرے اور اسکی ضعیف مخلوق کی ہر طرح امداد مین کمربستہ رہے الْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللّٰهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلٰى عِيَالِهِ۔ یعنے مخلوق بمنزلہ اللہ تعالے کے کنبہ کے ہے پس جو کوئی اوسکی مخلوق سے بہلا کرے وہ خداوند تعالے کا محبوب ہے

سائل کہتا ہے روزے رکہنے مین کیا فائدہ ہے سال مین ایک ماہ کے روزے کیون ہوتے ہین

ہم کہتے ہین جس آدمی نے کبہی بہوکہ و پیاس محسوس نہ کی ہو اس کو بہوکون اور پیاسون کی ہمدردی کم ہوگی۔ اگر سال مین کم از کم ایک ماہ تک ہر ایک انسان پر بہوکہ و پیاس لازم ٹہرائی جاوے تو اس کے دل مین غربا و ضعفا کی ہمدردی کا سبق کالنقش فی الحجر ہو جاوے گا علاوہ ازین سال مین ایکماہ کے روزے گویا روحانی و جسمانی حالت کیلئے ایک اعلے قسم کا مسہل تجویز کیا گیا ہے جو مصفی اخلاط جسم و مزکی روح و مصلح اخلاق ہے ایک خاص ماہ رمضان کے روزے مقرر کرنے مین وہی راز ہے جو تعین اوقات نماز مین ہے۔

سائل کہتا ہے نجات یافتہ آدمی کہان رہینگے

ہم کہتے ہین نجات یافتہ آدمی جنت مین رہینگے بہشت او دوزخ۔ جنت و جہنم سرگ و نرک یہ یعنی دکہہ و سکہہ کے دو مراتب انسان کے آخروی منازل مین جملہ اقوام عالم کے نزدیک مشہور و معروف ہین یہ مسلم شدہ بات ہے کہ جیسا کہ ادویہ و غیرہ معتدلہ کے استعمال سے جسم مین بے اعتدالی و نقصان کے آثار پیدا ہوتے ہین ایسا ہی افعال بد کے ارتکاب سے روحانی حالت پر افعال کے مناسب کچہہ آثار منقش ہو جاتے ہین اور جیسا کہ ادویہ مفرح و معتدلہ کے استعمال سے جسم مین اعتدال و فرحت کی آثار پیدا ہوتے ہین ایسا ہی اعمال صالح کے بجالانے سے روح پر اعمال کی مناسب کچہہ آثار پیدا ہو جاتے ہین اور اس عالم سے گذرنے کے بعد وہ آثار معتدلہ و غیر معتدلہ عالم برزخ مین انسان کی جسمانیت و روحانیت کیلئے بحالت مناسبہ خود متشکل ہو جاتے ہین اور ان سے انسان کو دکہہ و سکہہ محسوس ہوتا رہتا ہے ہم اس مسئلہ کو دوبارہ بدیگر پیرایہ دوہراتے ہین مشاہدہ و تجربہ گواہ ہے کہ جس آدمی کے مزاج مین بلغم کا غلبہ ہو بظاہر اوس کے منہ سے پانی آتا ہے اور منہ کا ذائقہ پہیکا۔ رنگت سفید اور کمی پیاس محسوس کرتا ہے اور بحالت خواب اسکو دریا اور سیلاب اور گہرے پانیون کی ڈوبا ہین اور نالے و نہرین دکہائی دیتے ہین اور بسا اوقات اپنے آپ کو اون مین گرا ہوا گمان کرتے ہین جسکی مزاج مین صفرا کا غلبہ ہو بظاہر تشنگی و خشکی زرد رنگت جسم محسوس کرتا ہے اور بحالت خواب

جنگ وجدال فتنہ و فساد کے حالات مشاہدہ کرتا ہے جسکی مزاج مین سودا کا غلبہ ہو بظاہر تندرست و کاہلی و سستی محسوس کرتا ہے اور بحالت خواب اوس کو تنگ و تاریک مقامات نظر آتے ہین پس جیسا کہ اخلاط کے آثار کا جسم و روح دونو پر منقش ہو جانا مشاہدہ ہو چکا ہے ایسا ہی اعمال کے آثار کا بھی جسم و روح دونون پر منقش ہو جانا مسلم ہو چکا ہے اور وہی انسان کیلئے آخروی منازل مین دکھ و سکھ کا باعث ہوتے ہین اور وہی اعمال امکنہ و باغات و انہار و فواکہ و نار وغیرہ اشکال مین جسمانی طور پر متشکل ہو جاوینگی۔

ہر چہ کارے بدروی اے باعمل
دوزخ و جنت ہمین عمل است فضل

سائل کہتا ہے جنت کتنی دور ہے۔

ہم کہتے ہین جنت سے انسان اتنا دور ہے جتنا انسان اعتقادات صحیحہ و اعمال صالحہ و اخلاق فاضلہ کا ملکہ راسخہ ہو جاوے تو اس کے لئے اس دنیا مین ہی جنتی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔

کما قال اللہ تعالے۔ من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فلنحیینہ حیاۃ طیبۃ ولنجزینھم باحسن ما کانوا یعملون۔ ترجمہ۔ یعنی مرد ہو یا عورت جس نے عمل کئے اچھے اور اس کے اعتقادات صحیحہ ہون تو ہم اس کو پاک زندگی عطا کرینگے ایسے لوگون کو ہم اون کے اعمال کا بدلہ اچھا دیا کرتے ہین۔

سائل کہتا ہے کہ جنت و دوزخ مین انسان کی جسم بھی جاویگی یا صرف روح ہی کو سکھ و دکھ لگے گا۔

سائل کے اس سوال کیلئے ہم حضرت اقدس مسیح موعود کی تقریر کا خلاصہ درج کرتے ہین جسمین اس سوال کا مفصل جواب آ جاوے گا۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو غیر متناہی ترقیات کیلئے پیدا کیا ہے پس جس حالت مین انسان اس مختصر زندگی کی ترقیات کو بغیر رفاقت جسم کے حاصل نہین کر سکا تو کیونکر امید رکھین کہ ان غیر متناہی ترقیات کو جو ناپیدا کنار ہین بغیر رفاقت جسم کے خود بخود حاصل کر لیگا سو ان تمام دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ روح کے افعال تام طور پر صادر ہونے کیلئے اسلامی اصول کے رو سے جسم کی رفاقت روح کے ساتھ دائمی ہے گو موت کے بعد یہ فانی جسم روح سے الگ ہو جاتا ہے مگر عالم برزخ مین مستعار طور پر ہر ایک روح کو کسی قدر اپنے اعمال کا مزہ چکھنے کیلئے جسم ملتا ہے وہ جسم اس جسم کی قسم مین سے نہین ہوتا بلکہ ایک نور سے یا ایک تاریکی سے جیسا کہ اعمال کی صورت ہو جسم تیار ہوتا ہے گویا کہ اس عالم مین انسان کی عملی حالتین جسم کا کام دیتی ہین ایسا ہی خدا کے کلام مین بار بار ذکر آیا ہے اور بعض جسم نورانی اور بعض جسم ظلمانی قرار دیئے ہین جو اعمال کی روشنی یا اعمال کی ظلمت سے تیار ہوتے ہین اگرچہ یہ راز ایک نہایت دقیق راز ہے مگر غیر معقول نہین انسان کامل اسی زندگی مین ایک نورانی وجود اس کثیف جسم کے علاوہ پا سکتا ہے اور عالم مکاشفات مین اسکی بہت مثالین ہین۔ اگرچہ ایسے شخص کو سمجھانا مشکل ہوتا ہے جو صرف ایک موٹی عقل کی حد تک ٹھہرا ہوا ہے لیکن جنکو عالم مکاشفات مین سے کچھ حصہ ہے وہ اس قسم کے جسم کو جو اعمال سے تیار ہوتا ہے تعجب اور استبعاد کی نگہ سے نہین دیکھین گے بلکہ اس مضمون سے لذت اٹھاوینگے۔ غرض یہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے ملتا ہے یہی عالم برزخ مین نیک و بد کی جزا کا موجب ہو جاتا ہے **مین اسمین صاحب تجربہ ہون مجھے کشفی طور پر عین بیداری مین بارہا بعض مُردون کی ملاقات کا اتفاق ہوا ہے** اور مین نے بعض فاسقون اور گمراہی اختیار کرنیوالون کا جسم ایسا سیاہ دیکھا کہ گویا وہ دھوئین سے بنایا گیا ہے غرض مین اس کوچہ سے ذاتی واقفیت رکھتا ہون **اور مین زور سے کہتا ہون** جیسا کہ خدا تعالے نے فرمایا ہے ایسا ہی ضرور مرنے کے بعد ہر ایک کو ایک جسم ملتا ہے خواہ نورانی خواہ ظلمانی انسان کی یہ غلطی ہوگی اگر وہ ان نہایت باریک معارف کو صرف عقل کے ذریعہ سے ثابت کرنا چاہے بلکہ جاننا چاہیے جیسا کہ آنکھ شیرین چیز کا مزہ نہین بتلا سکتی اور زبان کسی چیز کو دیکھ نہین سکتی ہے ایسا ہی وہ علوم معاد جو پاک مکاشفات سے حاصل ہو سکتے ہین صرف عقل کے ذریعہ سے انکا عقدہ حل نہین ہو سکتا خدا نے اس دنیا مین مجہولات کو جاننے کیلئے علیحدہ علیحدہ وسائل رکھے ہین پس ہر ایک چیز کو اس کے وسیلہ کے ذریعہ سے ڈھونڈو تب اسے پا لوگے۔ ایک اور بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا نے ان لوگون کو جو بدکاری اور گمراہی مین پڑ گئے اپنے کلام مین مردہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور نیکوکارون کو زندہ قرار دیا ہے اسمین بھید یہ ہے کہ جو لوگ خدا سے غافل رہے انکی زندگی کے اسباب جو کھانا پینا اور شہوتون کی پیروی تہی منقطع ہو گئے اور روحانی غذا مین انکو کچھ حصہ نہ تہا۔ پس وہ درحقیقت مر گئے اور وہ صرف عذاب اٹھانے کیلئے زندہ ہون گے اسی بھید کیطرف اللہ جلشانہ نے اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے ومن یات ربہ مجرما فان لہ جھنم لا یموت فیھا ولا یحییٰ یعنے جو شخص مجرم بنکر خدا کے پاس آئے گا تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے وہ اسمین نہ مرے گا اور نہ زندہ رہیگا مگر جو لوگ خدا کے محب ہین وہ موت سے نہین مرتے کیونکہ ان کا پانی اور انکی روٹی ان کے ساتھ ہوتی ہے پھر برزخ کے بعد وہ زمانہ ہے جس کا نام عالم بعث ہے اس زمانہ مین ہر ایک روح نیک ہو یا بد یا صالح ہو یا فاسق ایک کھلا کھلا جسم حاصل کرے گی اور یہ دن خدا کی ان پوری تجلیات کیلئے مقرر کیا گیا ہے جسمین ہر ایک انسان اپنے رب کی ہستی سے پورے طور پر واقف ہو جائے گا اور ہر ایک شخص اپنے جزا کے انتہائی نقطہ تک پہونچیگا۔ یہ تعجب نہین کرنا چاہیئے کہ خدا سے یہ کیونکر ہو سکے گا کیونکہ وہ ہر ایک قدرت کا مالک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک۔ ترجمہ۔ طالب نجات وہ ہے جو خاتم النبیین پیغمبر آخر الزمان پر جو کچھہ اوتارا گیا ہے اوس پر ایمان لاوے اور اس پیغمبر سے پہلے جو کتابین اور صحیفے سابقہ انبیاء و رسولون پر نازل ہوئے اون کو بھی مانے۔

وبالآخرۃ ھم یوقنون

اور طالب نجات وہ ہے جو پچھلی آنے والی گھڑی یعنے قیامت پر یقین رکھے اور جزا و سزا مانتا ہو

اولئک علیٰ ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون۔ ترجمہ۔ یعنی جن لوگون مین مذکورہ بالا اوصاف موجود ہون وہ لوگ اپنے پروردگار کی سیدھی راہ پر ہین اور وہی لوگ نجات یابندہ اور فرقہ ناجیہ کے لوگ ہین یہی طریق نجات ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے یہ راستہ کیا صاف اور سیدھا ہے طالب نجات کو لازم ہے کہ وہ اپنی عقل کو الہام و وحی الٰہی کے ماتحت چلاوے ورنہ بھٹک جائیگا۔

سائل کہتا ہے اہل جنت کیلئے سب سے بڑھکر کیا خوشی ہوگی۔

ہم کہتے ہین سب سے بڑھکر اہل جنت کی خوشی کا موجب دیدار الٰہی اور حصول رضائے ایزدی ہوگی۔ لقولہ تعالیٰ ورضوان اللہ اکبر من ذالک۔ یعنی خدا تعالیٰ کی رضامندی سب خوشیون سے بڑھکر ہے۔

سائل آخروی جنت کی نعماء پر اعتراض کرتا ہے

ہم کہتے ہین نعماء جنت جن کا وعدہ خداوند تعالیٰ نے مومنون کیلئے فرمایا ہے وہ دنیا کے دنیا کیطرح نہین ہونگی بلکہ نعمائے آخرت کے بارے مین یون وارد ہے اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علیٰ قلب بشر یعنی مین نے اپنے بندون کیواسطے ایسی نعمتین تیار کی ہین جنکو کسی انسانی آنکھون نے نہین دیکھا اور انسانی کانون نے نہین سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر اون کا کبھی تصور و خیال گذرا ہے آخروی نعمتین اس دنیا کی نعمتون سے ماوراء ہین

سائل کہتا ہے حور و غلمان وغیرہ کا جنت مین مرد کے ساتھ ہونا شہوت پرستی ہے **ہم** کہتے ہین مرد و عورت کا تعلق دائمی ہے جنت مین مردون کو ہمراہ دنیا والی اپنی عورتون اور بچون کے ساتھ ہونے مین کونسی قباحت لازم آتی ہے۔ قرآن کریم مین صاف موجود ہے کہ جنتی مردون کے ساتھ انکی اپنی جنتی عورتین داخل ہون گی اور ان کے ایسے بچے جو قبل از بلوغت مرے ہین وہ اپنے والدین کے ساتھ جنت مین داخل ہون گے۔ بہلا انصاف تم ہی کہو کہ جنتی عورات اپنے جنتی شوہرون کے ساتھ جنت مین نہ جائین تو اور کہان جائین۔ کیا تمہارے نزدیک ان کیلئے جزا و سزا کوئی مقرر نہین۔

مرد کو خدا تعالیٰ نے قوی بنایا ہے اسکا پاسا عورت سے زبردست ہے عورت بمنزلہ خادم ہے قوی اور زبردست کیلئے زیادہ خدام و خدمتگار چاہیئے قوی آقا کی خدمتگذاری ایک دو خدام سے کماحقہ بانجام نہ ہو سکے تو وہ چار تک کہہ سکتا ہے تجربہ اس بات کا شاہد ہے تمہارا خیال بلحاظ طب غلط ہے اور نیز تم طب سے واقف ہو اگر تم طب سے واقف ہوتے تو یہ کیون اعتراض کرتے کیا عبادت ہمیشہ بیٹھکر نہین ہو سکتی۔ محمد رسول اللہ صلعم نے جو زیادہ عورات اپنے نکاح مین لائی ہین وہ بغرض تبلیغ اسلام تہین جو آنحضرت صلعم سے مسائل اسلامیہ سیکہکر دوسری عورات کو تبلیغ اسلام کرتی تہین اور چونکہ پیغمبر خدا صلعم کے بعثت سے پہلے عرب مین نکاحی عورات کی کوئی مقررہ حد بست نہ تہی اوسی رسم کے موافق آنحضرت نے چار سے زیادہ عورات اپنے نکاح مین بغرض تبلیغ اسلام لائی ہتین جب آنحضرت کو بذریعہ وحی ممانعت ہو چکی تو پہر کوئی عورت آپ سے نکاح مین نہین لائی گئی۔ اور خداوند تعالیٰ نے امت کیلئے چار عورات سے تجاوز کرنا منع فرما دیا چونکہ پیغمبر کی مطلقہ عورت سے بہی امتی کیلئے نکاح ناجائز ٹھہرایا گیا تہا اسلئے جو عورات بوقت نزول وحی حد بست چار سے زیادہ موجود تہین انکو طلاق نہین دیگئی ورنہ بعد ازان کو طلاق دی جاتی اور طلاق سے انکی ذلیل حالت ہوتی تہی کیونکہ ان کو بغرض تبلیغ اسلام نکاح مین داخل کیا گیا تہا۔

جواب نمبر ۵۔ لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ یہ نہ خداوند تعالیٰ کا کلام ہے اور نہ رسول کی حدیث ہے۔ جواب نمبر ۶۔ کعبہ ایک خالی مکان ہے جو بنایا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے اس مکان مین کیا بلکہ اس کے نزدیک بھی کوئی قبر نہین پیغمبر خدا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کعبہ سے تین سو میل کے فاصلہ پر دور مدینہ منورہ مین ہے کعبہ کا نام تک نماز مین نہین آتا صرف قومی اتفاق و اتحاد کیلئے خداوند تعالیٰ نے ایک جگہ مقرر کر دی کہ سب اسلامی دنیا ملکر اس طرف کی جہات سے سجدہ کرین۔ یہ تو حکم ایزدی کے آگے سجدہ ہوا بت پرستی کہان کیونکہ کعبہ کو تو ہم ایک خالی مکان خالی از ضرر و نقصان جانتے ہین سجدہ اوس ذات کیلئے کرنا چاہیے جو نافع و ضار ہو سو وہ پروردگار کی ذات ہے جبکہ تم مقدر اسلام سے ناواقف ہو

کہ کعبہ کو تم نے قبرستان قرار دیدیا تو تم کو خاک تسلی و تشفی ہو گی۔ یہ کہ اسلام سے محبت و الفت پیدا کرو۔ حج میں جانا۔ سارے اسلامیوں کا ایک ہی مبدا اسلام میں جمع ہو کر ایک دوسرے کے اخلاق فاضلہ سے مستفید ہونے اور اسلامی بہبودی وغیرہ کے وسائل باہم پیدا کرنے اور تحصیل استفاضہ الٰہیہ کا مقصد ہوتا ہے۔

جواب نمبر ۲۔ جھوٹ کی قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں سخت ممانعت آچکی ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے واجتنبوا قول الزور۔ یعنی جھوٹی بات سے پرہیز کرو اور رسول اور پیغمبر خدا فرماتے ہیں کہ اگر تم مارے جاؤ جلائے جاؤ تمہارا گلا گھونٹا جائے مگر تم جھوٹ نہ بولو۔ مسلم میں کوئی ایسی حدیث نہیں اور نہ امام غزالی علیہ رحمۃ کا یہ قول ہے۔

اسلامی اخبارات کے ایڈیٹروں سے التماس ہے کہ ان سوال و جوابات کو اپنی اخبارات میں درج فرما دیں۔

قانونِ انسداد دخترکشی اور مسیح موعود کا زمانہ

مورخہ ۲۴ ستمبر کے الحکم میں آیت وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ کے متعلق ایک سوال شائع ہوا ہے۔ ترجمہ اس آیت کا یہ ہے۔ یعنی اور ایک زمانہ آئے گا کہ اسمیں زندہ مدفون اور زندہ درگور کردہ لڑکیوں کے متعلق پرسش ہوگی کہ انکو کس گناہ کے بدلہ میں مارا جاتا ہے۔ سائل پوچھتا ہے کہ یہ آیت آخرت کے متعلق ہے یا دنیا کے۔ اگر یہ آیت آخرت کے متعلق ہی تو اسمیں ایک ہی قسم کے گناہ کے مواخذہ و پرسش کی تخصیص کیوں کیگئی ہے کیا آخرت میں لوگوں کو اور گناہ۔ شرک۔ قتل۔ زنا۔ قذف۔ راہزنی۔ جھوٹ بہتان وغیرہ کی پرسش اور مواخذہ نہ ہوگا کیا یہ گناہ اور گناہوں کی بہ نسبت کبیرہ ٹھہرایا گیا ہے اور باقی گناہ صغیرہ ہیں جو اسکی پرسش کی تخصیص بیان کیگئی ہے۔

جواباً معروض ہے کہ یہ آیت دنیا کے متعلق ہے آخرت میں ذرہ ذرہ کی جانچ و پڑتال ہوگی اور ہر ایک نیکی و بدی صغیرہ و کبیرہ کا وزن و حساب ہوگا کما قال اللہ تعالےٰ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ترجمہ۔ جو کوئی ایک ذرہ بھر نیکی کرے اوسکا بدلہ اوس کو ملے گا اور جو کوئی ایک ذرہ بھر بدی کرے اوس کی سزا اوسکو ملیگی [illegible] ہے کہ جب دنیا کی کسی مادی چیز کا ذکر بتخصیص ہو تو اس کے ساتھ کسی مہتم بالشان اور اعلیٰ و قابل عزت نشان کے ظہور کا مدعا ہوتا ہے۔ مثلاً بروز جمعہ ابوالبشر آدم علیہ السلام رونق افروز منصہ ظہور و سریر آرائے مملکت دنیا ہوئے وغیرہ وغیرہ بروز دوشنبہ حضور سرور کائنات محمد رسول اللہ علیہ وسلم زینت بخش عالم شہادت ہوئے۔ بروز یکشنبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تولد ہوئے اب دیکھو ان ایام کی عمومیت کو عظیم الشان انسانوں کے ظہور نے تخصیص بخشدی ہے انسانوں کے دلوں میں ان ایام کی تعظیم و تخصیص انہیں ظہور نشانات الٰہیہ اور عظیم الشان انسانوں کے لحاظ سے مرکوز ہو گئی ہے۔ المختصر جس زمانہ و جس دن میں کوئی عظیم الشان واقع دنیا میں ظہور پذیر ہو وہ دن و زمانہ زبان زد عوام و خواص ہو جاتا ہے اور مرور ازمنہ کے ساتھ ہی اوس کا لحاظ دلوں میں بطور یادداشت مرکوز چلا جاتا ہے۔

نوشیروان کی معدلت گستری و انصاف پروری کا زمانہ اب تک ضرب المثل ہے حتیٰ کہ پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسکے آخر کو مبارک و میمون گنا ہے اور آپ کے دل میں بھی اس زمانہ کی وقعت تھی۔ علی ہٰذا القیاس اور کئی امثلہ زمانہ کے متعلق ہیں پس جیسا کہ ایام و ازمنہ کو کسی عظیم الشان نشان و انسان کے ظہور سے وقعت و عظمت ملتی ہے ایسا ہی اس آیت میں ایک عظیم الشان انسان حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے عہد سے **قانون انسداد دخترکشی** کے زمانہ کو تخصیص عظمت دیگئی ہے۔ ....

...... اور اس زمانہ کو مبارک و میمون گنا گیا ہے کیونکہ اسمیں دخترکشی کے قدیمی اور مسلسل گناہ کا استیصال و انسداد ہوا اور یہ ہر دو نشان ایک دوسرے کے ممد و معاون ہیں یعنی **قانون انسداد دخترکشی** کے پاس ہونے کا زمانہ مستدعی مسیح موعود ہے اور مسیح موعود کا زمانہ قانون انسداد دخترکشی کا مستدعی ہے کیونکہ یہ نشان قبل از وقت مقرر ہو چکے تھے اور اپنے زمانہ کو پاکر مقتضی ظہور اور ایک دوسرے کے ممد و معاون ہوئے چنانچہ اس آیت کے بعد کی آیات مصرح ہیں۔ جیسا کہ اجرائے ریلوے و ظہور طاعون بکثرت اور حج کا بند ہونا۔ اور کسوف و خسوف آفتاب و ماہتاب کا ماہ رمضان میں ہونا مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق پہلے سے نشان مقرر ہو گئے تھے اور یہ نشان ایک دوسرے کے ممد و معاون ٹھہرائے گئے تھے ایسا ہی نشان قانون انسداد دخترکشی کا تھا۔ دخترکشی کا ارتکاب ابتدائے ازمنہ سے چلا آتا ہے تیرہ سو سال سے پہلے دخترکشی کا حال قرآن کریم اور تواریخ میں مفصل مذکور ہے یہ گناہ اور گناہوں کی طرح مختلف اقوام میں متوارث و متواتر چلا آتا ہے اتنیک ہندوستان و پنجاب میں لاکھا لڑکیاں ہر سال ماری جاتی تھیں اور ان ناجائز ناکردہ گناہ مقتولوں کے بدلہ میں کسی کو مواخذہ و پرسش نہ ہوتی تھی رسم ستی کا ذکر بھی اس ضمن میں ہے یہ رسم ہنود میں ہزارہا سال سے مروج تھی یعنی مردہ شوہر کے ساتھ اوسکی نوجوان بیوہ کو بھی زندہ ہی جلا دینا گویا زندہ ہی درگور کردن مروج تھا وہ رسم بھی اسی زمانہ کی حدود کے اندر رفع کیگئی اس عاجز فرقہ انسانی کے حق میں بڑی مدت سے ہند و پنجاب میں گویا ہر آن قیامت برپا رہتی تھی جب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کا قدوم میمنت لزوم ہوا تو خداوند تعالیٰ نے اس ارتکاب بے رحمی و درشت کا انسداد گورنمنٹ برطانیہ کے ذریعہ شروع کر دیا۔ دیکھو **قانون انسداد دخترکشی ایکٹ نمبر ۸** مجریہ سنہ ۱۸۷۰ء پھر اوس عظیم الشان جلسہ کے احوال مطالعہ کرو جو امرتسر میں **سنہ ۱۸۵۶ء میں بغرض انسداد دخترکشی** گورنمنٹ برطانیہ ہند کی طرف سے منعقد کیا گیا تھا جسمیں تمام مہاراجگان و نواب و امرا و رؤسا اس بے رحمی کی انسداد کے لئے مدعو کئے گئے تھے۔

الغرض۔ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ کا تعلق مسیح موعود کے زمانہ سے ہے اور اس زمانہ کی ابتدا مسیح موعود کی پیدائش سے شروع ہوتی ہے یہ آیت سورہ تکویر پارہ ۳۰ میں ہے اس سورہ میں اس آیت کے پہلی سب آیات کا تعلق بھی اسی زمانہ سے ہے جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب میں شرح ہو چکا ہے اور باقی آیات کا مطلب بلکہ ساری سورۃ کی تفسیر ایک مستقل رسالہ کی شکل میں انشاء اللہ عنقریب شائع کیجاویگی۔ آیت مذکورہ بالا کے معنے بجز اس زمانہ کے اور کسی زمانہ کے متعلق قائم نہیں رہ سکتے کیونکہ یہ آیت قانون انسداد دخترکشی کے متعلق ہے اور وہ اسی زمانہ میں پاس ہوا یہ رسم پنجاب سے قریباً بالکل گم ہو گئی ہے مگر ہندوستان کے بعض حصوں میں قدرے باقی ہے جسکی انسداد کیلئے محسن گورنمنٹ برطانیہ ہند جیسا کہ شائد و باید بجد سرگرم کوشاں ہے۔

آریہ گزٹ لاہور مورخہ ۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء بعنوان مندرجہ ذیل اخبار ہندوستانی سے یوں ناقل ہے

صوبجات متحدہ میں دخترکشی

رپورٹ سال گذشتہ مختتمہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء آخری رپورٹ متعلقہ عملدرآمد قانون دخترکشی ہے جو گورنمنٹ کو بھیجی گئی ہے۔ شکر خدا کہ یہ مجرمانہ رجحان ان صوبجات سے دور ہوا اور دخترکشی کی خوفناک رسم قریب قریب بالکل مٹ گئی۔ مین پوری کا ایک ضلع ہے جو مشتبہ قائم ہے مگر اس کی خاص نگرانی رکھی جائیگی اور انسپکٹر جنرل پولیس آئندہ سے کارروائی ایکٹ کے متعلق ایک باب پولیس رپورٹ میں شامل فرماوینگے۔ سال گذشتہ میں ۱۳ اضلاع پر اس قانون کا اثر رہا۔ تعداد زیر اعلان مواضعات کی ۲۰۶ سے گھٹ کر ۱۹۰ رہ گئی۔ اعلانی فہرست دیہات کی آبادی ۱۵۴۰۰۹ سے گھٹ کر ۱۵۱۱۳۰ یکم اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو رہ گئی۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی نسبت پیدائش فی سو ۵۰۔۶۶ لڑکے اور ۴۹۔۳۴ لڑکیاں ہوئیں۔ اوسط ۶ سال سے کم عمر بچوں کا یوں رہا لڑکے ۵۸۔۲۷ فیصدی اور لڑکیاں ۴۱ر۷۳ فیصدی۔ پیدائش کا اوسط فی ۱۰ ہزار بجائے ۱۵۸ر۱۵ کے ۶۲ر۲۵ ہو گیا مگر صوبہ کا اوسط ۶۱ر۳۴ فی ۱۰ ہزار رہا۔ لڑکیوں میں اموات کا اوسط زیادہ تھا مگر ظاہر ہے کہ لڑکیوں کی بھلا کم خبرگیری کرتے ہیں ۲۱۵ لڑکیوں کی نعشیں روکی گئیں اور ۱۱ لاشوں کا ڈاکٹری امتحان لیا گیا۔ جاٹوں میں ثابت ہوا کہ ایک لڑکی بھوکی رکھ کر عمداً ماری گئی جس کے ماں اور باپ عدالت سیشن جج سے حبس دوام کے سزایاب ہوئے۔ مین پوری میں ۱۸ ٹھاکروں پر ایک ایک روپیہ جرمانہ اس علت میں ہوا کہ انہوں نے لڑکیوں کی پرداخت میں کوتاہی کی۔ ایک شخص پر ۲۵ روپیہ جرمانہ ہوا جاٹوں کے واقعہ کے علاوہ ہم یہ دیکھکر خوش ہوئے کہ دخترکشی کا جرم جاتا رہا۔ اور تھوڑے روز کے بعد جن کمبخت گھرانوں میں لڑکیوں کو اذیت دیجاتی یا بھوکی رکھی جاتی ہیں وہاں سے بھی یہ عیب دور ہو جائیگا۔

اخبار وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ مورخہ ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء میں ہے کہ ہندوستان میں برٹش عملداری سے پہلے دخترکشی کا عام طور پر رواج تھا لیکن یہ برٹش حکومت کا ہی فیض سمجھنا چاہیے کہ دخترکشی کا رواج اس ملک سے قریباً معدوم ہو گیا۔

سوال۔ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا

ترجمہ یعنی خداوند تعالےٰ وہ ذات ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے سب کچھ جو زمین میں ہے۔ زمین میں حلال اشیاء کے علاوہ حرام بھی ہیں کیا وہ بھی انسان کیلئے ہیں۔ کوئی صاحب اسکا جواب لکھیں۔ — **ناظر الحکم**

اطلاع ضروری

جو صاحب اخبار یا کتابوں کے متعلق ایڈیٹر و منیجر مطبع سے خط و کتابت کریں جواب کیلئے کارڈ یا ڈاک ٹکٹ روانہ کریں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔